جلد ۸ | ۷ ہجرت ۱۳۳۸ ہش - ۲۸ شوال ۱۳۷۸ھ، ۷ مئی ۱۹۵۹ء | نمبر ۱۹

اخبار احمدیہ

قادیان ۵ مئی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ربوہ سے کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ اخبار الفضل ۲ مئی کی اطلاع مظہر ہے کہ ناسازیٔ طبع کے باعث حضور نماز جمعہ پڑھانے تشریف نہیں لا سکے۔

احباب خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو جلد صحت یاب فرمائے۔ اور صحت و عافیت کے ساتھ کام کرنے والی لمبی عمر عطا کرے۔ آمین۔

قادیان ۵ مئی۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ الحمد للہ۔

جلسہ سالانہ قادیان

۱۵-۱۶-۱۷ دسمبر کو منعقد ہوگا

جماعتہائے احمدیہ بھارت کی اطلاع کے لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال جلسہ سالانہ قادیان ۱۵-۱۶-۱۷ دسمبر کو منعقد ہوگا۔ گذشتہ تین سالوں میں یہ جلسہ ماہ اکتوبر میں ہوتا رہا ہے۔ مگر اس میں یہ دقت پیش آگئی تھی کہ اکتوبر میں دسہرہ کی وجہ سے حکومت ہند اس پاکستانی قافلہ کو جو جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت اور زیارت مقامات مقدسہ کے لئے آنا چاہتا تھا حفاظت کی سہولیات نہ دے سکتی تھی۔ اور جیسا کہ حکومت ہند نے وضاحت کی ہے چونکہ ہندوؤں میں دسہرہ کا تہوار کئی روز تک بڑی دھوم دھام سے منایا جاتا ہے اور تمام شہروں میں جلسوں اور جلوسوں کا ہنگامہ ہوتا ہے۔ اور ان کے لئے حکومت کو پولیس وغیرہ کے کافی انتظامات کرنے پڑتے ہیں۔ اس لئے ان ایام میں کسی پاکستانی قافلہ کو ویزے دینا مشکل تھا۔

ان حالات میں چونکہ ایک طرف پاکستانی احمدی اپنے حق زیارت و مقامات مقدسہ و شمولیت جلسہ سالانہ قادیان سے محروم رہ جاتے تھے اور دوسری طرف قافلہ نہ آنے کی وجہ سے جلسہ کی رونق بھی عام طور پر کم ہوتی تھی۔ علاوہ ازیں بھارت کے جو احمدی احباب ربوہ کے جلسہ میں شرکت کرنا چاہتے تھے ان کے لئے پہلے اکتوبر میں قادیان آنے اور پھر اپنے گھروں کو واپس جاکر دوبارہ ربوہ جانا بہت زیادہ اخراجات برداشت کرنے کا باعث ہوتا تھا۔ اس لئے حکومت ہند سے خط و کتابت کرکے یہ معاملہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا جس نے دسمبر میں جلسہ سالانہ کی منظوری دے دی۔ اور سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی دسمبر میں ۱۵-۱۶-۱۷ تاریخوں میں جلسہ کا انعقاد منظور فرما لیا ہے۔

یہ اطلاع دیتے ہوئے جماعت کے ان مخلصین سے جنہیں اللہ تعالیٰ نے مالی وسعت بخشی ہے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ ابھی سے جلسہ سالانہ میں شمولیت کی تیاری شروع کر دیں۔ نہ صرف اپنے لئے تیاری کریں بلکہ ایسے لوگوں کے لئے بھی سہارا بنیں۔ جن کے دل جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کے لئے تڑپتے ہیں۔ لیکن ان کے جیب ان کا ساتھ نہیں دیتے۔ اور جس وقت صاحب حیثیت دوست قادیان آنے کے لئے اپنی جماعتوں سے رخصت ہو رہے ہوتے ہیں ان استطاعت نہ رکھنے والوں کے دلوں میں جذبات محبت حسرت اور رشک کا ایک طوفان ہوتا ہے۔

اس کے ساتھ ہی میں ان مخلصین سے جن کی آمدنیاں کم ہیں یہ درخواست کرتا ہوں کہ اگر آپ ابھی سے تیاری شروع کر دیں اور ہر ماہ کچھ نہ کچھ پس انداز کرنے کی کوشش کریں تو دسمبر تک انشاء اللہ آپ اتنی سی رقم جمع کر سکیں گے جو آپ کو قادیان کی زیارت اور جلسہ میں شمولیت کے لئے کفایت کر سکے گی۔

چونکہ ہمارا جلسہ سالانہ عام دنیوی میلوں یا اجتماعوں کی طرح نہیں ہوتا بلکہ خالصتاً ایک مذہبی اور روحانی اجتماع ہوتا ہے جس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ ہم سب ان مقدس مقامات میں جمع ہوکر اسلام اور احمدیت اور انسانیت کی سربلندی کے لئے دعائیں کریں۔ اور اسلام کے صلح و امن کے پیغام کو ملک کے تمام گوشوں تک پہنچانے کے لئے تجاویز سوچیں اور ایک دوسرے کی راہنمائی کریں۔ اور پھر ان مقدس شعائر اللہ اور ان عبادت گاہوں میں دعائیں کریں۔ جہاں کی فضاؤں میں اس زمانہ کے مامور ربانی کی پرسوز دعائیں مضمر ہیں۔ اور ہم انہی دعاؤں سے ہم آہنگ ہوکر اللہ تعالیٰ کی رحمت کو پکاریں۔ تاکہ ہم دنیا کو امن و سلامتی کا پیغام پہنچا کر اپنے فرض انسانیت سے سبکدوش ہو سکیں۔

میں احباب کرام سے یہ بھی درخواست کرتا ہوں کہ آپ کی بیویوں اور اولادوں کا بھی آپ پر حق ہے کہ انہیں یہ مقدس بستی دکھائیں جو مہبط انوار الٰہیہ اور مورد ابرِ روحانی ہے۔ آپ ان کی روحانیت کے تنوّر کے لئے بھی کوشش کریں تاکہ آپ اپنی اولادوں کی روحانی تربیت کے فریضہ سے سبکدوش ہوکر سرخروئی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوں۔

میں اپنی بہنوں سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ جہاں آپ ہر سال اپنے ذاتی زیور گھریلو اخراجات کے لئے سینکڑوں، ہزاروں روپے اپنے خاوندوں یا دوسرے عزیزوں سے حاصل کر سکتی ہیں۔ وہاں اس روحانی غذا کے حصول کے لئے بھی اگر آپ دل سے کوشش کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ آپ اس مقدس بستی کی زیارت نہ کر سکیں۔

اللہ تعالیٰ ان تمام دوستوں کو توفیق بخشے جو مالی طور پر مستطیع ہیں۔ اور جو مستطیع نہیں ہیں انہیں وسعت مالی عطا فرما دے۔

خاکسار مرزا وسیم احمد۔ ناظر دعوت و تبلیغ قادیان۔

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان — مورخہ ۷ رمئی سنہ ۱۹۵۹ء

تازہ ایمان کی طرف

اسی پرچہ میں دوسری جگہ مولانا ابو الحسن علی صاحب ندوی کا ایک پُرمغز مقالہ نقل کیا جا رہا ہے۔ یہ مقالہ ہند و پاکستان کے متعدد اخبارات نے نقل کیا ہے۔ اور اپنے اپنے رنگ میں اس پر اظہار خیال بھی کیا ہے۔ اس مقالہ میں بیان کردہ امور فی الواقع اس قابل ہیں۔ کہ امت اسلامیہ ان پر سنجیدگی سے غور کرے اور ملتِ اسلامیہ میں راہ پا چکے ایک زبردست بگاڑ کی اصلاح کی طرف متوجہ ہو۔ مولانا نے اپنے فاضلانہ مقالہ میں فرزندانِ توحید کے مغربی فلسفہ جدیدہ سے غیر معمولی طور پر متاثر ہو کر علمی رنگ میں الحاد و بے دینی کی راہ اختیار کر لینے کو عظیم ارتداد سے تعبیر کیا ہے۔ اور بالتفصیل اس امر پر بھی روشنی ڈالی ہے کہ جدید مغربی فلسفہ کی بنیاد کن باتوں پر قائم تھی۔ اور کس طرح اسلام کے دورِ انحطاط میں اس نے اپنے بھرپور حملہ سے مسلمانوں کے دل سے اُن کی متاعِ ایمان لوٹ لی۔ اب وہ نام کا مسلمان تو ہے مگر کام کا مسلمان نہیں رہا۔ اب ضرورت ہے کہ اُسے کام کا مسلمان بنایا جائے۔ مقالہ کے آخر میں مولانا نے خود ہی اُس صورت کی تعیین بھی کر دی ہے جو مسلمان کے گم شدہ ایمان کو واپس لانے کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جب سے دنیا بنی اسی طریق سے انسان کا دل زندہ ایمان سے معمور ہوا۔ اور اسی کی بے پناہ طاقت سے دنیا میں وہ انقلاب آیا جس نے ہر زمانہ میں انسانیت کی لاج رکھ لی۔ اور آج بھی اس کے اپنانے سے ایک حد تک الحاد و بے دینی کے طوفان کا رُخ موڑا جا سکتا ہے۔ دوسری طرف عالم اسلام کو ارتداد کی بڑی زبردست لہر سے بچایا جا سکتا ہے۔ اس مسئلہ کے حل کی تعیین آپ ہی کے الفاظ میں یہ ہے کہ

"اس دعوت کا مزاج سب سے اور پارٹی بازی کے مزاج سے قطعاً مختلف ہے ... اس کے لئے اگر کوئی نمونہ ہے تو انبیاء علیہم السلام اور ان کے تابعین کی سیرت ہے۔ جیسے حسن بصری، احمد بن حنبل، ابو حامد الغزالی، عبد القادر جیلانی، عبد الرحمٰن بن الجوزی، ابن تیمیہ اور شیخ احمد مجدد الف ثانی"

در حقیقت پر مبنی ہیں یہ الفاظ۔ یہ قابل قدر ہیں یہ خیالات مگر سچی بات تو یہ ہے کہ اس حد تک کہے ہوئے الفاظ ایک خشک فلسفی کے اُن دلائل سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے جو کائنات عالم پر غور و فکر کے بعد اس نتیجے پر پہنچتا ہے۔ کہ اس کائنات کا کوئی خالق و مالک ہونا چاہیئے" جس کے ارادہ سے کارخانہ قدرت کا انتظام چل رہا ہے مگر فی الواقع اس کائنات کا خالق و مالک "ہے" اور خارقِ عادت طور پر اُسی سے یہ نشانات ظہور پذیر ہوتے ہیں اس مرتبہ سے وہ محروم ہے۔ حالانکہ اس چیز کی اس وقت امت اسلامیہ کو ضرورت ہے۔ اور اسی کی نشاندہی کرنے والے کے دامن کو تھام کر ہمیشہ ہی بھولی بھٹکی دنیا رہ ہدایت پر گامزن ہوئی۔

پس اگر اسلام اور مسلمانوں کی زبوں حالی پر آنسو بہانے والوں کے دل سے ایمان مٹ نہیں گیا تو انہیں خدا تعالیٰ کی سنت قدیمہ کو سمجھ لینے میں ذرا مشکل پیش نہیں آ سکتی حقیقت یہ ہے کہ امت مسلمہ کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ خدا تعالیٰ کی حکمت کے ماتحت ہوا۔ اور آئندہ بھی جو کچھ ہونے والا ہے وہ اُس کی حکمت کاملہ کے ماتحت ہونے والا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ زمین کا مرد مومن آسمان پر ہونے والے فیصلوں اور الٰہی نوشتوں کی باریکیوں تک پہنچنے کی کوشش کرے۔ اس لئے کہ زمین پر کوئی کام نہیں ہو سکتا جب تک آسمان پر اس کا فیصلہ نہ ہو جائے۔ عصر حاضر میں عامۃ المسلمین کی اپنے دین سے بے تعلقی یا بے دینی اور الحاد کے طریقوں کو اختیار کر لینا بیشک ایک حساس دل کے لئے رنج دہ امر ہے۔ مگر اس کو اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور تنزل کے بعد پھر سے ساری دنیا میں غلبہ پا جانے سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اسلام اپنے لئے ایک درخشندہ مستقبل رکھتا ہے اُس کا تعلق اس حی و قیوم ہستی سے ہے جس پر کبھی زوال نہیں اُس نے اس دین متین کی حفاظت کا کام خود اپنے ذمے رکھا ہے۔ اور حتمی وعدہ فرمایا کہ

انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون

کہ ہم نے ہی اس عزت و شرف کے کلام (یا دین) کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت بھی کریں گے۔

پس مناسب ہے کہ اسلام کا دم بھرنے والے سچے دل سے ان سامانوں کی تلاش اور جستجو میں لگ جائیں جن سے خدا تعالیٰ کی باریک در باریک حکمت کے تار اُلجھے ہوئے ہیں۔ اور در حقیقت وہی اس دین کی غذا ان کو بہار سے بدل دینے والے ہیں۔ اور ان تک رسائی پانے کے لئے ضروری ہے کہ کلام اللہ اور ارشادات رسول اللہ کو اپنے لئے مشعلِ راہ بنایا جائے۔

مغربی فلسفہ جدیدہ کے سبب جس عظیم ارتداد کی مولانا نے نشاندہی کی ہے درحقیقت اس کے متعلق آج سے پورے چودہ سو سال پہلے یا بلفظ دیگر اس فتنہ کے سر نکالنے سے بارہ سو سال پہلے حضرت حبیب خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نہایت واشگاف الفاظ میں متنبہ کر دیا تھا۔ چنانچہ ایک خطبہ میں آپؐ نے دجال کا ذکر فرمایا۔ تو اس کے متعلق روایت ہے کہ

"ثم ذکر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الدجال فقال انی لانذرکموہ وما من نبی الا انذر قومہ لقد انذر نوحٌ قومہ ...."

(ترمذی، ابو داؤد)

کہ آپؐ نے دجال کا ذکر فرمایا اور کہا کہ نوح علیہ السلام بلکہ ہر نبی نے اپنی امت کو اُس سے ہوشیار رہنے کی تلقین کی ہے اور میں بھی تم کو اس کے فتنہ سے متنبہ کرتا ہوں دجالی فتنے کا خطرناک پہلو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ان الفاظ سے کھل کر واضح ہو جاتا ہے جس میں حضور نے فرمایا:-

ما بین خلق آدم الی قیام الساعۃ خلقٌ اکبر فتنۃ من الدجال۔

(مسلم)

یعنی آدم کی پیدائش اور قیامت کے درمیان کوئی ایسی مخلوق نہیں جو فتنہ کی رُو سے دجال سے بڑی ہو۔

اور سبھی جانتے ہیں کہ احادیث رسول اللہ میں دجالی فتنوں کے سر نکالنے کے وقت امت محمدیہ کو مسیح موعود و مہدی مسعود کے نزول کا وعدہ دیا گیا ہے جس مبارک وجود کے ذریعہ ان فتنوں کا مقابلہ کیا جائے گا۔

اگر ہم دجال کے بارہ میں اُن تفصیلی مباحث کو پیش نظر رکھیں اور موجودہ زمانہ کی مغربی اقوام کو دیکھیں تو کیا بلحاظ تثلیث کے علمبردار ہونے کے یا اپنی پوری قوت سے اہل زمین کو مذہب سے برگشتہ کرنے اور الحاد و بے دینی کے نئے نئے راستے نکالنے کے سبھی علامات اس غالب عنصر پر صادق آتی ہیں۔ عجیب بات ہے کہ جن روح پرور الفاظ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے زمانہ میں کشتی اسلام کے ناخدا کی بعثت کا ذکر فرمایا ہے۔ ان میں ایک ساتھ امت کی زبوں حالی کا نقشہ نہایت ہی مختصر مگر جامع الفاظ میں بیان کر دیا گیا ہے۔ اور اس وقت امت مسلمہ کے دلوں پر چھا جانے والے امکانی اندھیروں کے دور کر دینے کی مشعل روشن کر دی ہے جو امام وقت کی بعثت کی خبر پر مشتمل ہے۔ چنانچہ فرمایا۔

کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم

(بخاری)

اے مسلمانو! تمہارا کیا حال ہوگا جب تم میں ابن مریم نازل ہوں گے اور تم ہی سے وہی وقت کے امام بھی ہوں گے۔

جماعت احمدیہ کی طرف سے محکم دلائل کے ذریعہ اس بات کو ثابت کیا جا چکا ہے کہ بنی اسرائیل کے مسیح ابن مریم تو وفات پا چکے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں جس مسیح ابن مریم کے نزول کا امت محمدیہ کو وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ آپ ہی کی امت کا ایک فرد ہوگا جیسا کہ حدیث بالا کے الفاظ "امامکم منکم" سے ظاہر ہے اور اسی مرد کامل کے ذریعہ دنیا سے مٹ چکا ایمان پھر سے قائم کیا جائے گا۔ (باقی صفحہ پر)

تاریخ وفات حضرت شیخ محمد نصیب صاحب رضی اللہ عنہ

از محترم جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ

لو چل بسے ہیں شیخ محمد نصیب آہ
آرام پا گئے ہیں خدا کے قریب آہ

میرے رفیق بدر کے تھے قادیان میں
اپنا مکان بنایا تھا دار الامان میں

کچھ ابتلا بھی پیش رہا درمیان میں
صبح کو بھولے شام کو آئے مکان میں

ان کو بجا تھا فخر رضاعی حبیب کا
رشتہ ہے اہلبیت سے گونہ قریب کا

صحبت رہی مسیح محمدؐ سے سالہا
خدمات دین و دنیا بھی لاتے رہے بجا

پیوند تھا خلافت ثانی سے لاکلام
پایا بہشتی مقبرۂ ربوہ میں مقام

اکمل ترے رفیق ہوئے جاتے ہیں جدا
تو اپنی فکر کر کہ بلائے تجھے خدا

دوشنبہ اپریل کی ستائیس چل بسے
اُنیس سو پہ سال ہیں انسٹھ گذر رہے
۱۹۵۹

یہ سال فوت از سر آلام کہہ دیا!

ہجری شمسی ۱۳۳۸ = ۱ +

اچھا نصیب شیخ محمد نصیب کا!

۱۳ ۳۷

خطبہ عید الفطر

مومن کو حقیقی عید اگلے جہان کی زندگی میں ہی نصیب ہوتی ہے!

دوست میری صحت کے لئے خصوصیت کے ساتھ دعا کریں

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۰ اپریل ۱۹۵۹ء بمقام ربوہ

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

جیسا کہ دوستوں کو معلوم ہے آج عید الفطر ہے۔

عید کے معنے

عرفِ عام میں خوشیوں کے ہو گئے ہیں۔ لیکن عربی زبان میں اس کے معنے لوٹنے والی چیز کے ہیں۔ اور چونکہ خوشی ہی ایک ایسی چیز ہے جس کے متعلق انسان چاہتا ہے کہ وہ بار بار آئے اسی لئے اس لفظ کے ذریعہ فطرت انسانی کی ترجمانی کر دی گئی ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ انسان بار بار اسی دن کو دیکھنے کی خواہش رکھتا ہے

عید کا لفظ

درحقیقت "عود" سے نکلا ہے اور عربی زبان کا محاورہ ہے کہ "العود احمد" جو چیز دوسری دفعہ آتی ہے وہ زیادہ اچھی ہوتی ہے۔ پنجابی میں بھی کہا جاتا ہے کہ "ایہہ دن جم جم آن" یعنی یہ دن بار بار آئیں۔ اور جس چیز کی انسان کو بار بار خواہش ہوتی ہے۔ وہ خوشی کی چیز ہی ہوتی ہے۔ موت کے متعلق تو کوئی نہیں چاہتا کہ وہ آئے۔ بے شک انسان کی پیدائش کے بعد اس پر ایک موت آتی ہے لیکن زندگی اللہ تعالیٰ نے دائمی رکھی ہے۔ چنانچہ موت کے بعد جو زندگی شروع ہوتی ہے اس کے زمانہ کا کوئی اندازہ ہی نہیں لگایا جا سکتا۔ تمام حساب فیل ہو جاتے ہیں اور زندگی ان سے بھی آگے نکل جاتی ہے اور وہ خدا کی ابدیت میں جا کر شامل ہو جاتی ہے۔ گویا حقیقی طور پر انسان خدا نما مرنے کے بعد ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی جو یہ دو صفات ہیں کہ اس کو کسی نے پیدا نہیں کیا اور اس پر کبھی موت نہیں آئے گی۔ ان میں سے پہلی صفت تو انسان میں پیدا ہی نہیں ہو سکتی کیونکہ انسان اپنے ماں باپ سے پیدا ہوتا ہے۔ اور پھر اس کی اولاد پیدا ہوتی ہے۔ جو اس کی قائم مقام بنتی ہے۔ لیکن دوسری صفت اس میں اس رنگ میں پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ جسمانی موت کے بعد اللہ تعالیٰ اسے اگلے جہان میں ہمیشہ کی زندگی عطا کر دیتا ہے۔ پس

مومن کی حقیقی عید

درحقیقت اس کے مرنے کے بعد ہوتی ہے۔ اسی لئے ایک عرب شاعر نے کہا ہے کہ ؎

انت الذی ولدتک امک باکیا
والناس حولک یضحکون سرورا
فاحرص علی عمل تکون اذا بکوا
فی وقت موتک ضاحکا مسرورا

یعنی اے انسان تیری ماں نے جب تجھے جنا تھا۔ تو تو اُس وقت رو رہا تھا اور لوگ تیرے ارد گرد خوشی سے ہنس رہے تھے۔ کہ ہمارے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اب تو اس کا بدلہ لوگوں سے اس طرح لے کہ ایسے نیک اعمال بجا لانے کی کوشش کر۔ جب تو مرے تو لوگ تو تیرے ارد گرد رو رہے ہوں اور تو ہنس رہا ہو کیونکہ میں خدا تعالیٰ کے پاس اس سے انعامات لینے کے لئے جا رہا ہوں۔ پس مومن کی حقیقی عید درحقیقت اس کی موت کے بعد شروع ہوتی ہے۔

میری طبیعت

بیماری کی وجہ سے تو پہلے ہی ناساز تھی۔ لیکن میں چلنے پھرنے لگ گیا تھا۔ پچھلے سال مری کی سخت پہاڑیوں پر بھی میں دو دو میل چل لیتا تھا۔ جابہ میں بھی دو دو میل چل لیتا تھا۔ مگر ایک حادثہ کی وجہ سے مجھے ایسی درد شروع ہو گئی کہ وہ ختم ہونے میں ہی نہیں آتی۔ پہلے تو یہ حالت ہو گئی تھی کہ میں ایک قدم بھی نہیں چل سکتا تھا لیکن اب کمرہ میں میں چند قدم چل لیتا ہوں۔ ڈاکٹروں نے بڑی تاکید کی تھی کہ مجھے کسی قسم کی تشویش نہیں ہونی چاہیئے۔ لیکن بیماری کی وجہ سے عید میں شمولیت کا بوجھ بھی میرے لئے پریشانی کا موجب رہا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے

کہ عید کے گزارنے کے بعد وہ صحت میں جلد جلد ترقی عطا فرمائے۔ تاکہ میں سلسلہ کا کوئی کام کر سکوں۔ خالی پڑے ہوئے انسان کی مثال تو بالکل مردہ سی ہوتی ہے جیسے مردہ کوئی کام نہیں کرتا۔ اسی طرح وہ بھی کوئی کام نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہی یہ توفیق ہے۔ آخر تفسیر صغیر میں نے بیماری کے دنوں میں ہی لکھی ہے۔ مگر اب نقرس اور وجع المفاصل کی وجہ سے ایسی حالت ہو گئی ہے کہ میں ایک سطر بھی نہیں لکھ سکتا۔

میں نے تجربہ کیا ہے

اور پہلے بھی کئی بار بیان کر چکا ہوں۔ کہ جن دنوں دوست خاص طور پر دعائیں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فضل نازل کر دیتا ہے اور طبیعت میں دلیری اور اُمنگ پیدا ہو جاتی ہے۔ اور بیماری میں بھی کمی آ جاتی ہے۔ رمضان میں اخبار میں تو چھپتا رہا ہے کہ دوست دعا کر رہے ہیں۔ لیکن ابھی تک بیماری میں پوری طرح کمی واقع نہیں ہوئی۔ ممکن ہے دعا قبول ہونے میں کچھ وقت لگے۔ آخر بچہ پیدا ہونے میں بھی نو ماہ کا عرصہ لگ جاتا ہے ممکن ہے ان دعاؤں کی قبولیت میں بھی کچھ وقت لگے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے صحت ہو جائے۔ اور یہ کیفیت دور ہو جائے۔

اب میں دعا کر دیتا ہوں

کہ خدا تعالیٰ ہماری جماعت پر فضل نازل کرے۔ اور اپنی رحمت کے دروازے ہمارے لئے کھول دے۔ وہ ہماری کمزوریوں کو معاف کرتے ہوئے اپنی طاقت میں سے ہمیں کچھ طاقت بخشے۔ تاکہ ہم صحیح طور پر اسلام کی خدمت کر سکیں۔ اور

تبلیغ اسلام

کے کام کو سر انجام دے سکیں۔ اور ہماری زندگیوں کا کوئی لمحہ ایسا نہ ہو جو ناکارہ اور غیر مفید ہو۔

(اس کے بعد حضور نے حاضرین سمیت دعا فرمائی) (الفضل ۲۸/۴/۵۹)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خوش قسمت کون ہے؟

خوش قسمت وہ شخص نہیں ہے جس کو دنیا کی دولت ملے اور وہ اس دولت کے ذریعہ ہزاروں آفتوں اور مصیبتوں کا مورد بن جائے۔ بلکہ خوش قسمت وہ ہے جس کو ایمان کی دولت ملے۔ اور وہ خدا کی ناراضگی اور غضب سے ڈرتا رہے۔ اور ہمیشہ اپنے آپ کو نفس اور شیطان کے حملوں سے بچاتا رہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی رضا کو وہ اس طرح پر حاصل کرے گا۔ مگر یاد رکھو یہ بات یونہی حاصل نہیں ہو سکتی اس کے لئے ضرور ہے کہ تم نمازوں میں دعائیں کرو۔ کہ خدا تعالیٰ تم سے راضی ہو جائے اور وہ تمہیں توفیق دے اور قوت عطا فرمائے کہ تم گناہ آلود زندگی سے نجات پاؤ۔ کیونکہ گناہوں سے بچنا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک اس کی توفیق شامل حال نہ ہو اور یہ توفیق اور فضل دعا سے ملتا ہے۔ اس واسطے نمازوں میں دعا کرتے رہو کہ اے اللہ ہم کو ان تمام کاموں سے جو گناہ کہلاتے ہیں اور جو تیری مرضی اور ہدایت کے خلاف ہیں بچا۔ اور ہر قسم کے دکھ اور مصیبت اور بلا سے جو ان گناہوں کا نتیجہ ہے بچا اور سچے ایمان پر قائم رکھ۔"

(الحکم ۱۷ مارچ ۱۹۰۴ء)

تازہ ایمان کی طرف (بقیہ صفحہ ۲)

ہاں وہی ایمان جس کی طرف عصر حاضر کے عظیم ارتداد کے طوفان میں بیچارے مسلمانوں کو "الی الایمان من جدید" کا نعرہ اشارہ کر رہا ہے۔ اس ضمن میں ذرا سورۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ ذیل آخری آیت پر غور کیجئے جس میں مسلمانوں کے ایک گروہ کے دین سے برگشتہ ہو جانے کے وقت ان کی جگہ لینے کیلئے دوسرے گروہ کی خبر دی گئی ہے فرماتا ہے:-

"وان تتولوا یستبدل قوماً غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم"

اے مسلمانو! جب تمہاری اکثریت دین سے برگشتہ ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ تمہاری جگہ ایک دوسری قوم کو کھڑا کر دیگا جو دینداری میں) تمہاری طرح نہیں ہوں گے۔

روایات میں آتا ہے کہ صحابہ کرام نے اس دوسری قوم کے متعلق دریافت کیا تو اس کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا (دوسروں کی بے دینی کے باعث) اگر ایمان ثریا ستارے تک بھی پہنچ گیا تو بعض فارسی الاصل افراد کے ذریعہ پھر سے اسے زمین پر لایا جائے گا۔ ۲۲

۲۲ ــ تب اُمت مسلمہ ایک نئے اور تازہ ایمان سے معمور ہوگی اور اسلام کے مسلمان کام کے مسلمان بن جائیں گے اور اس محکم ایمان کی بدولت اس پاک جماعت کے ذریعہ وہ روحانی انقلاب بپا ہو گا جس کا وعدہ اسلام کے عالمگیر غلبہ کے رنگ

چھن لیا تو نے مجھے اپنے مسیحا کے لئے

(رقم فرمودہ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی)

نوٹ :- حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کا یہ قیمتی مضمون مکرم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب سلمہ نے اس جلسہ میں پڑھ کر سنایا جو مورخہ ۲۰ اپریل کو مجلس خدام الاحمدیہ حلقہ گولبازار ربوہ کے زیر اہتمام سیرت حضرت ام المومنینؓ کے موضوع پر منعقد ہوا تھا ——— (ادارہ)

آپ میں سے کوئی ایسا نہ ہوگا جس نے یہ دعائے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بزبان حضرت اماں جان علیہا السلام نہ پڑھی ہوگی یہ مصرعہ آپ کو اس وجود کی اہمیت اور عزیز ترین مرتبہ سمجھانے کے لئے کافی ہے کہ جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے مسیحا کیلئے چھن کر چھانٹ لیا وہ کیا چیز ہوگی؟

حضرت ام المومنین علیہا السلام کا وجود بھی اس زمانہ کی مستورات کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک نمونہ بنا کر اپنے مرسل مسیح موعودؑ اور مہدی معہود کے لئے رفیق حیات منتخب فرما کر بھیجا تھا۔ اور آپ کی تمام حیات آپ کی زندگی کا ہر پہلو اس پر روشن شہادت دیتا رہا اور دے رہا ہے۔ اور ہمیشہ تاریخ احمدیت میں مہر درخشاں کی مانند چمک دکھا کر شہادت دیتا رہے گا۔ آپ نیک عصمت مآب اور تابعدار بیٹی رہیں۔ بہترین رفیق اسناد دین پہ چلنے والی سچے دل سے ایمان لانے والی اور اپنے عالی شان شوہر کی عاشق بیوی رہیں۔ ملازموں اور بعض کی نہایت درجہ مشفق بلکہ ہمیشہ ثابت ہوئیں۔ آپ کی نرمی اور شفقت ملازموں کو بگاڑ تو سکتی تھی۔ مگر کوئی فرد آپ پر سختی کا الزام نہ دے سکا گا...... نہ دے سکے گا انشاء اللہ

آپ نے یتیم پالے اور نہایت پیار محبت سے پالے جن لڑکیوں کو پرورش کیا۔ انکے ہر موقعہ پہ حقیقی والدین کی مانند ان کی خوشیاں پوری کیں۔ بھائیوں کی دل و جان سے فدا ہونے والی بہن اور ان کے دکھ درد کی شریک بنی رہیں۔ تمام میکے اور سسرال کے عزیزوں سے جب بھی وقت تھا تھے۔ درستے ہر طرح نیک سلوک کیا۔ ظاہر و خفیہ اعزا کی ہر ضرورت امداد پہ کمربستہ رہیں۔ ہر نیک کام میں سبقت لے جانے اور جلد سے جلد حصہ لینے کی آپ کو تڑپ اور خوشی ہوتی تھی۔ دین لین حساب کتاب میں نہایت محتاط اور حد درجہ مستعد۔ مزدور کی مزدوری ہو یا چیز لانے والے کا حساب آپ اس کی ادائیگی میں اتنی جلدی فرماتیں کہ اکثر لینے والا بھی ندم ہو جاتا یا گھبرا جاتا کئی بار ایسا ہوتا کہ سامان لانے والے نوکر رہے ہیں۔ کہ اماں جان ابھی لے لیں گے ذرا ٹھہریں تو سہی! اور آپ رقم پکڑا رہی ہیں۔ کہ نہیں ابھی سنبھالو۔ صبر و رضا آپ کا اظہر من الشمس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس کی شہادت دیدی۔

آپ کی شفقت بر اولاد کا ذکر بظاہر چھٹ گیا ہے۔ مگر نہیں۔ میں نے عمداً اسکو بعد میں رکھا ہے کیونکہ اس کا خالص ذاتی احساسات سے تعلق ہے آپ بہترین ماں تھیں۔ آپ کا پر از محبت سینہ صافی نازک ترین مادرانہ جذبات کا حامل تھا۔ اتنا پیار اور اتنا خیال آخر ضعیفی کی عمر تک شاید ہی کسی ماں سے اولاد کو ملا ہوگا سب جانتے ہیں کہ جب انسان زیادہ ضعیف اور قویٰ کمزور ہو جاتے ہیں تو اس کے تمام فطرتی جذبات بھی قدرے ڈھیلے ہو جاتے اور سست پڑ جاتے ہیں۔ ایک جمود اور بےحسی سی طاری ہو جاتی ہے۔ بوڑھے والدین خود بچہ صفت ہو جاتے ہیں اور اپنے لئے ہی قدرتاً سہارے کے خواہاں ہوتے ہیں۔ ماں کا رنگ بدل جاتا ہے۔ مگر حضرت اماں جانؓ کی مامتا۔ ان کی اپنی اولاد کے لئے درد اور تڑپ اور اب تک ننھے بچے کی طرح ہم لوگوں کی چھوٹی چھوٹی تکالیف کا احساس اور خیال یہ نمونہ شاید ہی کہیں نظر آسکے۔ دعاؤں پر زور تو تربیت حضرت مسیح موعودؑ کے زیر اثر اور اس ایمان کامل کے نتیجہ میں ایک ضروری اور لازمی امر تھا ہی اور ہمارے لئے کیا میں نے آپ کو اپنی روحانی اولاد میں سے اکثر کے لئے ایسا تڑپ کر ایک آہ کے ساتھ پکار کر دعا کرتے سنا ہے کہ شاید کبھی اُن کی اپنی ماں نے نہ کی ہوگی۔

اس کے علاوہ آپ کی محبت آپ کا ہر تکلیف پر احساس کا خیال رکھنا چھوٹی چھوٹی بات پر نظر رکھنا کہ ان کو کوئی تکلیف تو نہیں؟ چہرہ دیکھ کر مخفی افسردگی کو بھی پہچان لینا اور مضطرب ہو جانا تو کبھی بھی نہیں بھولوں گی۔ نہ ہی اس نعمت کی کمی اس دنیا میں پوری ہو سکتی ہے۔ اس ضمن میں کچھ چھوٹے چھوٹے واقعات بھی تحریر ہیں جو کہنے کو چھوٹے مگر اپنے اثر کے لحاظ سے بڑے ہیں۔

ایک بار لاہور میں میں نے ضروری اخبار کی خریداری سے واپسی پر ویسے ہی ذکر کر دیا کہ ایک قمیص کا ٹکڑا خاص میری پسند کا رنگ تھا۔ مگر اس وقت بالکل گنجائش نہ تھی۔ مجبوراً چھوڑ آئی صبر کر کے خاموش ہو گئیں۔ پھر پوچھ لیا تھا کہ کس دکان پر تھا؟ مگر بظاہر گویا بالکل سرسری سا سوال۔ دوپہر بھر چپ سی رہیں۔ تیسرے پہر کار منگوائی اور تھوڑی دیر بعد تشریف لائیں اور وہی کپڑا ایک قمیص کا میرے سامنے رکھ دیا اور کہا کہ "لو بنواؤ" اور پھر ساری دوپہر میرا جی بے چین رہا۔ میرے دل میں جیسے کوئی چٹکیاں لے رہا تھا کہ میری بچی اس وقت روپیہ کم ہونے کی وجہ سے اپنا دل مار کر آگئی ہے؟"

میری بیٹی بی (آصفہ بیگم) جب مجھ سے رہیرے میاں مرحوم کے بعد خصوصاً لاہور میں تازہ پارٹیشن کے زمانہ میں) کچھ طلب کرتی یا کوئی خواہش ظاہر کرتی تو اکثر اس کو فرماتیں "بے بی تو میری بچی کو نہ بتایا کر جو تیرا دل چاہے مجھے کہہ مجھ سے مانگ لیں دوں گی۔ اس کو کچھ نہ کہنا۔ ان ایام میں حالات کچھ ایسے ویسے ہی تھے میں نے کبھی ظاہر نہیں کیا تھا مگر خاموشی سے میرے پاس کچھ روپیہ رکھ جاتا کہ لو تم کو ضروریات کی تکلیف نہ ہو نہیں آجکل کہیں سے خرچ نہیں آرہا۔

حضرت سیدنا بڑے بھائی صاحب حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام بچپن سے حضرت اماں جانؓ سے بیحد مانوس تھے اور جوان بچوں والے ہو کر بھی چھوٹی چھوٹی بات جو شکایت ہو یا تکلیف ہو حضرت اماں جان کے پاس ہی ظاہر کرنا۔ اور آپ کی محبت ہمدردی اور مشورہ سے تسکین پانا آپ کا ہمیشہ طریق رہا۔ ذرا سی بات سے یہ نگر ماں کی محبت ظاہر کرتی ہے کہ ایک بیٹے تاروں کے گرے سے ہوتے ہیں۔ جن کو "مائی بڈھی کا جھاٹا" کہہ کر ہمارے پنجاب میں فروخت کرتے اور بچے شوق سے کھاتے ہیں۔ کہیں بچپن میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو بھی پسند ہوگا۔ میں نے دیکھا کہ بچوں کے پاس دیکھ کر حضرت اماں جانؓ نے فوراً منگوایا کہ میاں کو پسند ہے ان کو دے کر آؤ۔ اسی طرح ہر وقت ہر کھانے پر خیال رہتا تھا کہ یہ "میرے بشریٰ" (حضرت منجھلے بھائی صاحب صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب) کی پسند ہے کوئی دے کر آئے ان کو ابھی۔ اور اہتمام سے بھی ان کی شوق کی چیز تیار کروا کر بھجواتی رہتی تھیں۔ ذرا خاموش سا دیکھتیں تو پریشان ہو جاتی تھیں۔ یہ مضمون بہت لمبا ہو سکتا ہے۔ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں تو نکلتی ہی چلی آئیں گی۔ اب ایک واقعہ تحریر کرنے کے بعد بند کرتی ہوں۔ اپریل ۱۹۵۲ء میں وفات سے کوئی دو یا تین سال پہلے کی بات ہے ضعف بے حد طاری ہو چکا تھا۔ ہر وقت غفلت طاری رہتی تھی بس ایک سانس تھا جو گویا حکم الٰہی کا منتظر مل رہا تھا۔ ہم لوگ (عورتیں) خدمت میں اندر حاضر رہتے اور حضرت منجھلے بھائی صاحب اور دیگر مرد افراد خاندان برآمدے میں ہوتے۔ حضرت منجھلے بھائی صاحب کو بے حد تڑپ تھی کہ کسی وقت حضرت اماں جان آنکھ کھولیں تو میں مل لوں۔ ایک دفعہ میں نے ہشیار دیکھ کر ان کو جلدی سے اندر بلا لیا پاس آ کر بیٹھ گئے۔ طبیعت پوچھی حسب معمول "اچھی ہوں" کہا مگر جب وہ اٹھ کر چلے گئے۔ تو مجھے آہستہ سے کہنے لگیں کہ شریف کو چائے پلوا دو۔ اس کے سر میں درد نہ ہو جائے۔ یا تو اس ضعف کی حالت میں حضرت منجھلے بھائی صاحب کو چھوٹے بھائی صاحب (حضرت مرزا شریف احمد صاحب) سمجھا۔ یا ان کے بھی دیکھنے کی خواہش ہوگی اور خیال کیا کہ وہ بھی باہر ہوں گے اور آ گئے ہوں گے وہ لاہور تھے اور علیل تھے اس وقت تک نہ پہنچ سکے تھے۔ یا آ کر دوبارہ جا چکے تھے۔ غالباً کیونکہ یہ واقعہ بہت ہی وفات کے قریب کے وقت کا ہے اس سے آپ لوگ اس بے نظیر مادری محبت کا اندازہ کر لیں کہ گویا آخری دم ہیں۔ اور "شریف" کے سر درد اور ان کی چائے کا فکر ہے۔

ہزار ہا ہزار رحمتیں تا ابد آپ پر ہر لمحہ نازل ہوتی رہیں۔ یا الٰہی یا ام المومنین فقط مبارکہ۔

درخواستہائے دعا

(۱) مکرم حکیم نظام جان صاحب کا غانی (مہاجر) گوجرانوالہ اکثر بیمار رہتے ہیں انکی صحت دن بدن گرتی جا رہی ہے احباب صحت عاجلہ کاملہ کیلئے دعا فرمائیں۔

(۲) خاکسار کے بھائی ملک برکت اللہ صاحب مقیم منٹگمری نے بی۔ اے کا امتحان دیا ہے اعلیٰ درجہ کی کامیابی اور مزید تعلیم کے حصول کیلئے احباب دعا فرمائیں۔ ملک صلاح الدین ایم۔ اے قادیان

(۳) مکرم و محترم جناب سپاہی فضل امیر صاحب جموں کی صاحبزادی عزیزہ پروین سلمہا بوجہ بیماری جنرل ہسپتال میں داخل ہے حالت تشویشناک ہے۔ احباب جماعت عموماً و صحابہ کرام خصوصاً عزیزہ موصوفہ کی کامل شفایابی کے لئے درد دل سے دعا فرما کر مشکور فرماویں۔ خاکسار سید حمید الدین احمد سیکرٹری تعلیم و تربیت انجمن احمدیہ جمشید پور۔

(۴) خاکسار کے والد محترم مولوی قمر علی صاحب متواتر بیمار چلے آرہے ہیں ان کی صحت کاملہ و درازیٔ عمر

سپین میں احمدی مبلغ کے ذریعے تبلیغِ اسلام

عیسائیوں کی مجالس میں پیغامِ حق۔ متعدد معززین سے ملاقاتیں اور لٹریچر کی اشاعت

(از مکرم چوہدری کرم الٰہی صاحب ظفر انچارج سپین مشن)

Catholic Hermanlad کے اجلاس میں شرکت

یہاں کے عیسائیوں نے مختلف طبقوں کی "اخوان کیتھولک" مجالس قائم کر رکھی ہیں۔ ایک دن ان کی ایک مجلس کے اجلاس میں گیا۔ پریذیڈنٹ صاحب عیسائی مذہب کی تعلیم اور عبادت وغیرہ کی تفصیل بیان کر رہے تھے۔ بعض مواقع پر اجازت لے کر خاکسار نے بعض سوالات کئے جس سے سامعین میں میری باتیں سننے کا اشتیاق بڑھ گیا۔ جب وہ اپنی نماز وغیرہ کا ذکر کر رہے تھے تو میں نے کہا اگر اجازت دیں تو آپ کے سامنے اسلامی نماز کا طریق بیان کروں۔ اور انہیں قیام، رکوع اور سجدہ کر کے بتایا کہ ہم صرف ایک خدائے معبود حقیقی کی عبادت کرتے ہیں۔ حاضرین بہت متاثر ہوئے۔ مگر پریذیڈنٹ صاحب گھبرا گئے۔ میں نے کہا جب آپ کی کارروائی ختم ہو جائے تو مجھے پانچ دس منٹ "حقیقی اخوت" کے موضوع پر بولنے کی اجازت دیں۔ ابتداء میں تو پریذیڈنٹ صاحب نے اجازت دے دی۔ مگر بعد میں انکار کر دیا۔ جس پر بعض سامعین نے اصرار کیا کہ ہم ان کی باتیں سننا چاہتے ہیں جس پر پریذیڈنٹ نے بادلِ نخواستہ چار منٹ بولنے کی اجازت دی۔ میں نے مختصراً بتایا کہ حقیقی عالمگیر اخوت یعنی خدائے واحد کی حقیقی معرفت سے ہی قائم ہو سکتی ہے۔ پریذیڈنٹ صاحب گھبرا گئے اور اصرار سے میری تقریر کو بند کرا کر کہا کہ آپ تشریف لے جائیں اور جب تک باہر کے دروازہ تک مجھے باہر جاتے ہوئے نہ دیکھا واپس نہ لوٹے۔ میں نے کہا افسوس آپ نے حقیقی اخوت کا ثبوت نہ دیا۔ اصرار کر کے انہیں کتاب "اسلام کا اقتصادی نظام" پڑھنے کے لئے دے آیا۔ آتے وقت بعض لوگوں کو اپنے ملاقاتی کارڈ دے کر مشن ہاؤس آنے کی دعوت دے دی۔

Vegetarian سنٹر میں تبلیغِ اسلام

میڈرڈ میں صرف یہی ایک مجلس ہے جس کی حکومت نے اجازت دے رکھی ہے اس لئے کہ ان لوگوں نے تحریری دے دیا ہوا ہے کہ مذہب کے معاملہ میں یہ لوگ بے تعلق ہیں۔ گاہے بگاہے وہاں چلا جاتا ہوں۔ اس سنٹر سے تعلق رکھنے والے تین افراد اسلام قبول کر چکے ہیں۔ ایک صاحب نے تقریر کی کہ جب سے انہوں نے گوشت مچھلی کھانا ترک کر دیا ہے وہ اپنے اندر زبردست روحانیت پاتے ہیں۔ میں نے اجازت لے کر سوال کیا کہ کیا یہ صاحب کوئی واضح ثبوت پیش کر سکتے ہیں۔ کہ مثلاً جب یہ گوشت کھاتے تھے تو انہیں جھوٹ بولنے کی عادت تھی اب سبزی خور ہو جانے کے بعد جھوٹ سے ان کو بکلی نفرت ہو گئی۔ اور اسی طرح اور اعلیٰ اخلاق پیدا ہو گئے ہیں۔ میں نے کہا میں پاکستان کا رہنے والا ہوں۔ وہاں ہندو اور بدھ مت والے بھی vegetarian ہیں۔ مگر وہ بھی ضلالت اور گمراہی میں مبتلا ہیں محض سبزی خور ہونے کی وجہ سے ان کے اندر اعلیٰ روحانی صفات پیدا نہیں ہوئیں برخلاف اس کے اللہ تعالیٰ کے لاکھوں مقدس انبیاء کرام علیہم السلام اور راستباز انسان گذرے ہیں جو گوشت کھایا کرتے تھے۔ اور بنی نوع انسان کے لئے موجب رحمت تھے۔ گوشت ہرگز انسان کو گنہگار نہیں بناتا۔ اسلام سؤر اور مردہ گوشت کھانے سے منع کرتا ہے کیونکہ اس کا روحانیت پر واقعی اثر پڑتا ہے۔ پریذیڈنٹ صاحب نے فوری طور پر عملی ثبوت بہم پہنچا دیا کہ اٹھ کر سخت غضبناک ہو کر کہا۔ کہ گوشت کے حق میں آپ کا بیان اس مجلس میں ایسا ہی ہے جیسا میں آپ کے پیغمبر کی آپ کے سامنے توہین کروں۔ ان کے یہ لفظ کہتے ہی تھے کہ سامعین میں سے ہی ان کو ملامت شروع ہو گئی۔ اس طرح انہوں نے vegetraian ادنے اخلاق کا نمونہ پیش کر کے بھری مجلس میں عملی طور پر تسلیم کر لیا کہ سبزی کھانے سے ہرگز روحانیت ترقی نہیں کرتی۔ وہاں کئی ایک لوگوں کو ملاقاتی کارڈ تقسیم کئے گئے۔ اور مشن ہاؤس میں آنے کی دعوت دی۔

ایک پرتگالی دوست کی اسلام سے دلچسپی

پرتگال کے ایک دوست نے ہمارے مشن سے گہری دلچسپی کا اظہار کیا۔ ایک روز دو گھنٹہ ان سے تفصیلی گفتگو ہوئی۔ "اسلامی اصول کی فلاسفی" خرید کر لے گئے۔ دوسرے دن دوبارہ مشن ہاؤس میں آئے اور انہیں مزید لٹریچر دیا۔ غالباً ہالینڈ جائیں گے۔ انہیں وہاں اپنے مشن کا ایڈریس دیا۔ آپ نے بتایا کہ پرتگال میں بھی اسلامی تہذیب و تمدن کا کافی اثر ہے۔ میں خود بھی مسلمانوں کی نسل سے ہوں۔ اپنا ایڈریس مجھے دے گئے ہیں۔ اور بعد میں خط لکھنے کا وعدہ کر گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت نصیب کرے۔ آمین۔

ایک روز اس سنٹر میں ایک انجینئر صاحب ایک ڈاکٹر، ایک امریکن خاتون اور ایک ڈرافٹسمین کو تبلیغ کی اور انہیں مشن ہاؤس آنے کی دعوت دی۔ وہ اپنے ساتھ چھ افراد کو مشن ہاؤس میں لائے اور احمدیہ مشن کی غرض و غایت سے آگاہی چاہی تین گھنٹہ تک دلچسپ سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا۔ ہر ایک ان میں سے اسلام کا اقتصادی نظام اور اسلامی اصول کی فلاسفی لے گیا۔ "مسیح کشمیر میں" انگریزی ٹریکٹ بھی ان کو دیئے اور انہیں بتایا کہ دنیا کی ہر قسم کی مشکلات صرف اور صرف اسلام قبول کرنے اور اس کی سچی تعلیم پر عمل کرنے سے ہی حل ہونی ممکن ہیں۔ تعدد ازدواج۔ توحید باری تعالیٰ کے متعلق کئی ایک سوالات کا تسلی بخش جواب دیا گیا یہ لوگ دوبارہ آنے کا وعدہ کر گئے ہیں۔

پاکستان نیشنل ڈے کی تقریب میں شمولیت

اس موقعہ پر متعدد لوگوں سے تعارف کا موقعہ ملا۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے تبلیغ کا موقعہ بھی میسر آیا۔ Paraguay کے وزیر مختار نے گہری توجہ سے اسلام کے اصولوں کو سنا۔ برٹش سفارت خانہ کے انفارمیشن سیکرٹری نے بھی جماعت کی سرگرمیوں کے متعلق دلچسپی سے سوالات کئے۔ یہ صاحب ہماری جماعت کو جانتے ہیں۔ پاکستان بھی رہ چکے ہیں انہیں [illegible] کی دعوت دی۔ کینیڈا کے قونصل بھی گفتگو کے وقت وہاں موجود تھے۔ لائبیریا کے سفارت خانہ کے فرسٹ سیکرٹری صاحب سے بھی ملاقات ہوئی اسلام کے متعلق لٹریچر پڑھنے کی خواہش ظاہر کی۔ ہندوستان کے وزیر مختار سے بھی ملاقات ہوئی وہاں کے بھارت کے سفارت کے ممبروں سے بھی تعارف ہوا۔ مشن ہاؤس میں آنے کی دعوت دی۔ چنانچہ ایک ان میں سے دو دفعہ آ چکے ہیں اور سلسلہ کی کتب پڑھ رہے ہیں۔ اور اپنے ساتھ تین اور دوستوں کو بھی لائے۔ وہ بھی سلسلہ کی کتب مطالعہ کے لئے لے جا چکے ہیں۔ سفیر مصر سے ملاقات ہوئی۔ وہاں کے کمرشل سیکرٹری صاحب ہماری جماعت کے کافی مداح ہیں۔ اور تبلیغ کے بارے میں مشکلات کو دریافت کرتے رہے اور اخبارات کے نامہ نگاروں سے بھی ملاقات ہوئی۔ اسی طرح ایک ہسپانوی حاکم سے بھی ملاقات ہوئی۔ [illegible] صاحب نمائندہ سے بھی ملاقات ہوئی۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کافی تبلیغ کا موقعہ میسر آیا۔

ملاقاتیوں کی آمد

ہر اتوار کو دو تین افراد آ جاتے ہیں بلکہ بعض دفعہ آٹھ دس نئے اصحاب آ جاتے ہیں۔ اکثر ان میں سے سلسلہ کا لٹریچر مطالعہ کے لئے لے جاتے ہیں۔ مگر حکومت اور چرچ کے ڈر سے بعض دفعہ دوبارہ آنے سے ڈرتے ہیں۔ ایک بظاہر کیتھولک نوجوان اکثر مشن میں باقاعدہ آتے ہیں۔ ان کو آہستہ آہستہ اسلام کے قریب لانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ ان کو انگریزی کا سبق بھی دے دیتا ہوں۔ نئے احمدی دوست ناصر احمد بھی تبلیغ میں حصہ لیتے ہیں۔ ایک نرس کو "اسلامی اصول کی فلاسفی" مطالعہ کے لئے دی۔ ایک دوکاندار کو دو کتب مطالعہ کے لئے دیں۔ ایک خاتون "اسلام کا اقتصادی نظام" مطالعہ کے لئے لے گئیں۔

ایک ہنگری کے نوجوان کا دلچسپ خط

ہنگری کے ایک نوجوان کا سویڈن سے یہ خط موصول ہوا کہ وہ ہمارے ایک مبلغ صاحب کے لیکچر میں شامل ہوئے تھے جس سے اسلام کے متعلق ان کو کافی شوق پیدا ہو گیا ہے۔ اور وہ ہسپانوی زبان میں قرآن شریف جانتے ہیں۔ خاکسار نے ان کو اسلامی اصول کی فلاسفی اور اسلام کا اقتصادی نظام بھجوایا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ یہ دونوں کتب انہیں بے حد پسند آئی ہیں۔ میں نے انہیں لکھا ہے کہ ہمارے سکنڈے نیویا کے مشنری سے ملتے رہیں۔ دراصل یہ سپین کچھ عرصہ رہ گئے ہیں اور انہیں ہسپانوی زبان آتی ہے۔ اس لئے مجھے خط لکھا۔ خدا تعالیٰ انہیں ہدایت دے۔

ریاست سے ایک دوست کا خط

ان صاحب سے عرصہ سے خط و کتابت جاری ہے۔ اور یہ اسلام کی صداقت سمجھنے کے لئے بے طرح بیتاب ہیں۔ میں نے انہیں میڈرڈ آنے کی دعوت دی ہے۔ اسلام کے متعلق ہسپانوی زبان میں دو کتب کا مطالعہ کر چکے ہیں اور ہسپانوی زبان میں قرآن کریم پڑھنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس ملک میں آزادی قائم کرے اور ہسپانوی زبان میں قرآن کریم شائع کرنا ممکن ہو جائے۔ ہسپانوی لوگوں کے اندر دن بدن اسلام کے بارے میں دلچسپی بڑھ رہی ہے۔ اور خاص توجہ پیدا ہو رہی ہے۔

احباب جماعت خصوصیت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اسلام کی ترقی کے اس ملک میں غیر معمولی سامان پیدا فرمائے۔ آمین۔

(الفضل ۲۸ ۴/۵۹)

قبولیت دعا کا ایک واقعہ

انجناب ملک صلاح الدین صاحب ایم ۔اے۔ قادیان ۔!

ایک سکھ دوست سے جو بی۔اے ایل ایل۔بی ہیں ڈیڑھ ماہ ہوا ملاقات ہوئی تو وہ حد درجہ مغموم نظر آئے۔ دریافت کرنے پر انہوں نے بتلایا کہ بلا وجہ انہیں پندرہ سالہ گزیٹڈ ملازمت سے جواب مل گیا ہے۔ اور اب صرف چند روز باقی ہیں راقم نے انہیں بتایا کہ اللہ تعالےٰ جو قادر و توانا ہے۔ اس پر توکل کریں اور لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے نذر مانیں اور خود بھی لا الٰہ الا انت سبحٰنک انی کنت من الظلمین پڑھا کریں۔ (جس کا ترجمہ ان کو لکھ دیا تھا) گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کیا جائے گا۔ انہوں نے نہ صرف نذر مانی بلکہ اپنے والد صاحب کے مشورہ پر نذر کے علاوہ بھی فوراً دس روپے دیدیئے۔ حضور ایدہ اللہ کا جواب آیا کہ حضور دعا فرمائیں گے۔ درویشوں نے بھی بہت دعائیں کیں۔ الحمد للہ کہ پہلی ملازمت کی میعاد کے اختتام کے پانچ دن کے اندر ہی ایک دوسری نہایت ہی باعزت گزیٹڈ پوسٹ انہیں مل گئی۔ موصوف اپنے خط میں لکھتے ہیں :-

"میرے پاس اظہار تشکر کے لئے الفاظ نہیں۔ میرے جیسے حقیر اور سرتا پا گنہگار کے لئے حضرت امام جماعت احمدیہ جیسی عظیم ہستی نے دعا فرمائی۔ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ حضرت صاحب کی دعاؤں سے ایک کرامت ظاہر ہوئی ہے مجھے یہ اقرار کرنا چاہیئے کہ تکلیف کے ان ایام میں حوصلہ دلانے والے خطوط میری روح کی تقویت کا باعث ہوئے ہیں میرے لئے یہ امر ایک ناقابل فہم راز اور مسلمہ طور پر کرامت ہے جو کہ ہمدرد احباب کی مخلصانہ دعاؤں کے نتیجہ میں ظاہر ہوئی۔ احباب نے میرے جیسے اجنبی اور غیر معروف کے لئے دعائیں کیں۔ حضرت صاحب کی دعائیں بنی نوع انسان کی تکالیف میں تسکین کا باعث ہیں۔ کاش مجھے حضرت صاحب کے حضور ذاتی طور پر شکریہ ادا کرنے کا موقعہ ملے۔"

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اس خدمت کو ان کے لئے بہت بابرکت کرے اسی طرح ایک اور ہندو دوست نے خاکسار کی تحریک پر لنگر خانہ کے لئے پچاس روپے کی نذر مانی ہے۔ ان کا بیٹا کیپٹن اور بہو بی۔اے ایل ایل۔بی ہیں تین سال شادی پر گذر گئے ہیں لیکن اولاد سے محروم ہیں۔ احباب ان کے ہاں صاحب عمر فرزند ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے ۱۲ر نومبر ۱۹۴۷ء کے مکتوب میں درویشان قادیان کو عرصہ درویشی کے متعلق جو قیمتی ہدایات دی تھیں ان میں یہ بھی رقم فرمایا تھا کہ :-

"دعا اور گریہ وزاری اور انکساری سے کام لینا چاہیئے ..... ہمارے آدمیوں کو چاہیئے کہ وہ دعائیں کریں اور روزے رکھیں .... وہ اس نعمت کے ذریعہ سے سکھ اور ہندو آبادی کے دلوں کو فتح کریں ...... وہاں کے سکھ اور ہندو ان کے مرید بن جائیں اور جو جسمانی شوکت ہم سے چھن گئی ہے وہ روحانی طور پر ہم کو پہلے سے بھی زیادہ مل جائے۔ یہ طریقہ بھی اختیار کریں کہ کوئی مصیبت زدہ سکھ یا ہندو ملے تو اس کو یہ تحریک کریں کہ تم احمدیت کی نذر مانو تو تمہاری یہ تکلیف دور ہو جائے گی۔ پھر اس کے لئے دعائیں بھی کریں۔ بیماروں کی شفا۔ مقدمہ والوں کی فتح اور اس قسم کے اور مصیبت زدوں کے لئے بھی یہ تحریک کرتے رہیں۔"

(بحوالہ مکتوبات اصحاب احمد جلد اول صفحہ ۱۴۰)

گذشتہ سال ایک غیر مسلم دوست اپنی ملازمت کے سلسلہ میں زیر عتاب آئے اور ان پر ایک الزام عائد ہوا اور انکا ایک تکلیف دہ مقام پر تبادلہ کا حکم ہوا جس ضلع میں تھے رخصت کے ایام میں اس سے باہر رہنے کا حکم ملا۔ بہت شکستہ دل تھے چونکہ وہ غیر متعصب تھے اور بعض اور خوبیوں کے مالک تھے راقم نے ان کو تسلی دی اور کہا کہ میں بزرگوں اور درویشوں سے دعا کراؤں گا۔ اللہ تعالیٰ میں آپ کی تکلیف کے ازالہ کی طاقت ہے۔ چنانچہ ان پر یہ فضل ہوتے کوئی ہسپتال میں انکو داخل نہ کرتا تھا۔ اسلئے تبادلہ سے نہ بچ سکتے تھے اور تبادلہ عمل میں آنے سے وہ پہلے ۲۴

وہ ۲ ضلع میں نہ رہ سکتے تھے۔ چنانچہ وہ ایک اور ضلع میں ایک رشتہ دار کے پاس گئے یکا یک آنکھ میں سخت تکلیف ہوئی معائنہ کرانے پر ڈاکٹر نے کہا تمہاری قسمت اچھی ہے یہ کالا موتیا ہے جس کا اپریشن ایک ڈیڑھ دن کے اندر ہونا چاہیئے ورنہ اندھا پن لاحق ہو جاتا ہے۔ چنانچہ انہیں ہسپتال میں داخل کر لیا گیا ان کو رخصت بھی اسوجہ سے مل گئی اور اس عرصہ میں حکام بالا پر ظاہر ہو گیا کہ وہ بے قصور ہیں اسلئے ان کو اپنے ضلع میں ہی رہنے دیا گیا اور ان کے مخالف پر عتاب نازل ہوا۔ ان کیلئے بزرگان اور درویشوں نے بہت دعائیں کی تھیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

مشرقی افریقہ کے ایک غیر مسلم کے تاثرات

انجناب ملک صلاح الدین صاحب ایم ۔اے۔ قادیان !

ایک نوجوان مسٹر مدن لال اپنی اہلیہ وغیرہ سات افراد کے ہمراہ اپنی موٹر کار میں جو آپ نیروبی (مشرقی افریقہ) سے اپنے ہمراہ لائے ہیں۔ اور جس پر وہ بھارت میں سترہ ہزار میل بطور سیر و سیاحت طے کر چکے ہیں) ۲ر مئی کو زیارت قادیان کے لئے تشریف لائے۔ اور تین گھنٹہ تک قیام کیا۔ آپ وہاں اس تعلیمی ادارہ کے رکن ہیں جہاں سے ابھی صدر جماعت احمدیہ محترم قاضی عبد السلام صاحب بھٹی پرنسپل کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے ہیں آپ قاضی صاحب کے شاگرد اور متعدد احمدی نوجوانوں کے ہم جماعت اور دوست ہیں۔

آپ نے اپنے تاثرات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ میں نے جناب پنڈت نہرو صاحب کے قریبی حلقہ میں بھی ذکر کیا ہے۔ کہ ہمارے تجربہ میں مشرقی افریقہ کی جماعت احمدیہ کے افراد بہت ہی مہذب ہیں۔ اپنی اولاد کی تربیت کا بہت ہی خیال رکھتے ہیں۔ اور نہایت گہری نظر ڈالنے پر میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ احمدیت کے لحاظ سے کم درجہ کا احمدی بھی افریقہ کے دیگر تمام افراد سے اخلاق و تہذیب میں بہتر ہے۔ اور افسوس سے کہا کہ دیگر تمام اقوام کے لوگ ان اخلاق سے عاری ہیں۔ جو صرف ایک احمدی جماعت میں اعلیٰ رنگ میں پائے جاتے ہیں۔ اور یہ بات میں جماعت احمدیہ کے نہایت ہی قریب سے اور گہرے مطالعہ کے بعد بیان کر رہا ہوں۔ مکرم شیخ مبارک احمد صاحب رئیس التبلیغ۔ مکرم چودھری عنایت اللہ صاحب مبلغ اور مکرم قاضی عبد السلام صاحب اور مکرم ڈاکٹر نذیر احمد صاحب (خلف حضرت ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب جالندھری) کا ذکر قربانی تعلیمیت اور ہمدردی کے تذکرہ میں کیا۔ اور کہا کہ میں نے جماعت کے لٹریچر کا کافی حد تک مطالعہ کیا ہے اور احمدیہ لائبریری کا ممبر بھی ہوں۔ ہماری باہمی تعلقات بھائیوں کے سے ہیں۔

آپ نے بزرگوں کی ملاقات دار المسیح مسجد مبارک اور بہشتی مقبرہ کی زیارت کے علاوہ تعلیم الاسلام کالج تعلیم الاسلام ہائی سکول۔ نور ہسپتال۔ نصرت گرلز سکول۔ کوٹھی دار السلام۔ کوٹھی حضرت مرزا شریف احمد صاحب جام عزہ۔ احمدیہ فروٹ فارم۔ اور پرانے کارخانہ جات کی عمارات کو دیکھا۔ ہمارے حلقہ سے باہر کی مساجد کی خستہ اور زبوں حالت۔ کارخانہ جات کی ویرانی اور مکانات کی غیر احسن حالت دیکھ کر نہایت رنجیدہ خاطر ہوئے۔ اور بار بار اس تمنا کا اظہار کیا کہ ان کی بہتری کے لئے اللہ تعالےٰ سامان کر دے۔

آپ نے اس امر پر اظہار مسرت کیا کہ ہندوستان کو قبول کرکے دیار یار میں دھونی رمائے بیٹھے ہیں۔ اور تحریک جدید پر عمل پیرا ہوتے ہوئے شادیوں میں سادگی اختیار کی ہے۔ اور یہ ذکر بھی کیا کہ گو ہندی پارلیمان میں جہیز کی رسم ختم کرنے کا معاملہ درپیش ہے۔ لیکن ایسے امور دلوں میں انقلاب سے اصلاح پذیر ہوتے ہیں۔ انہوں نے اپنی شادی کی تقریب کی سادگی کا بھی ذکر کیا اور کہا کہ میری بیوی منشی فاضل اور بی۔اے بی ٹی ہے۔ میں نے سارے جہیز سے دو تین جوڑے لئے۔ میں اصرار کرتا ہوں کہ بقیہ سامانِ جہیز بیوی کی چھوٹی بہن کو دے دیا جائے۔ اور میرے خسر صاحب اصرار کرتے ہیں کہ یہ میری بیوی کا سامان ہے۔ لیکن دوسری طرف ایسے لوگ بھی ہیں جو جہیز کی خاطر بیویوں اور سسرال کو حد درجہ تنگ کرتے ہیں۔

آپ کے تاثرات بہت بیش قیمت ہیں۔ کسی عامی آدمی کے تاثرات نہیں۔ آپ ایک معزز خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ علاوہ ازیں آپ کے خسر صاحب بھی ایک ایڈووکیٹ ہیں۔ آپ کے ایک برادر نسبتی ابھی امریکہ سے واپس آئے ہیں۔ اور آپ کے بہنوئی کیپٹن ہیں۔ سو آپ کے تاثرات جماعت کے متعلق حقیقت پر مبنی ہیں اور ان میں مبالغہ کا شائبہ تک نہیں۔

ہماری دعا ہے اللہ تعالےٰ جماعت احمدیہ کو اپنے کردار میں اس سے بھی بڑھ کر بننے کی توفیق دے آمین۔

مختصر روئداد جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ بھرت پور مرشد آباد (مغربی بنگال)

(از مکرم مولوی عبد المطلب صاحب مبلغ بھرت پور سرا)

بھرت پور ۱۸ر اپریل بروز ہفتہ بعد نماز مغرب جماعت احمدیہ بھرت پور کے جلسہ سالانہ کا آغاز ہوا۔ جس میں علاقہ کے احمدی احباب کے علاوہ ایک معقول تعداد میں غیراز جماعت مسلم حضرات اور غیر مسلم معززین نے پورے ذوق شوق سے شمولیت اختیار کی اور خدا کے فضل سے اس علاقہ میں جماعت احمدیہ کا یہ اجتماع نہایت کامیاب رہا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

جلسہ کا افتتاح

قرآن کریم کی تلاوت اور نظم خوانی کے ساتھ زیر صدارت جناب حاجی محمد شمس الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ کلکتہ بمقام ڈانگا پاڑہ جلسہ سالانہ کا آغاز ہوا۔ محترم صدر جلسہ نے اپنی افتتاحی تقریر میں فرمایا کہ میں نہایت ہی خوشی محسوس کرتا ہوں کہ اس موقعہ پر میں احباب کی خدمت میں حاضر ہو سکا ہوں۔ میرے لئے بھرت پور آنے کا یہ پہلا موقعہ ہے۔ درحقیقت آپ لوگوں کی محبت اور مکرمی مولوی عبید الرحمٰن صاحب فانی و مولوی عبد المطلب صاحب مبلغین سلسلہ کی پُرخلوص دعوت ہی مجھے اس جگہ کھینچ لائی۔

جلسہ کی غرض و غایت بتانے کے بعد جلسہ کے انتظامات کے سلسلہ میں موصوف نے فرمایا میں آپ دوستوں کے انتظامات کو دیکھ کر بہت متاثر ہوا ہوں۔ خدا تعالیٰ آپ کو اس کا اجر جزیل عطا فرمائے۔ آپ لوگوں کے اخلاص میں برکت دے اور بڑھ چڑھ کر تبلیغ و اشاعت دین کی توفیق حاصل ہو۔ آمین۔ اور خدا کرے کہ اس کے ساتھ سعید روحوں کو صداقت کے قبول کرنے میں مدد ملے اور اُن پر حق روشن ہو جائے تا وہ بھی اپنی زندگی کے اصل مقصد کو حاصل کرنے کی طرف متوجہ ہوں۔ خدا کرے کہ بنی نوع انسان کو نیکی کی تحریک کرنے اور نیک اعمال بجا لانے کی طرف توجہ دلانے کے لئے یہ جلسے آئندہ بھی ہوتے رہیں۔

موجودہ صدی کا مجدد کون ہے؟

پہلی تقریر جناب ماسٹر شمس الدین صاحب والی آف تگا تلہ نے بعنوان "اس صدی کا مجدد کون ہے" کی۔ آپ نے بتایا کہ حدیث نبوی میں امت محمدیہ کو ہر صدی کے سر پر مجدد آنے کا وعدہ دیا گیا ہے۔ جو اسلام کے زندہ مذہب ہونے کا پختہ ثبوت ہے۔ چنانچہ اس وعدہ کے موافق حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو تجدید دین اور اس پُرفتن زمانہ کی دیگر خرابیوں کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو مسیح موعود اور مہدی معہود بنا کر بھیجا گیا۔ خدا کے فضل سے آپ کے ذریعہ نہایت احسن طریق پر تجدید و احیاء دین کے سامان کئے گئے اور روحانیت کا وہ پودہ جو مختلف قسم کی مخالف ہواؤں سے خشک ہونے لگا تھا پھر سے سرسبز و شاداب ہو گیا آپ نے قرآن مجید و احادیث نبویہ کے متعدد حوالوں سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کے دلائل اور محکم ثبوت پیش کئے۔ اور عمدہ پیرایہ میں اپنی تقریر کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

دوسری تقریر

میں احمدی کیوں ہوا

دوسرے نمبر پر مولانا عبد السلام صاحب آزاد فاضل کلکتہ نے بعنوان "میں احمدی کیوں ہوا" پر ایک پُرمغز تقریر کی۔ مولانا موصوف نے حاضرین جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ میں ایک عرصہ تک احمدیت کا سخت مخالف رہا ہوں۔ میں دیوبند میں تعلیم حاصل کرتے وقت بھی احمدیوں سے بہت نفرت رکھتا تھا۔ اور اس کے بعد بھی ایک عرصہ تک میری یہی حالت رہی۔ اس کی تمامتر وجہ وہ غلط پروپیگنڈا ہے جو مخالفین احمدیت نے یہ مشہور کر رکھا ہے کہ احمدی لوگ صرف تین وقت نماز پڑھتے ہیں۔ جمعہ اتوار کو پڑھتے ہیں گانا بجانا جائز قرار دیتے ہیں۔ سورت الناس سے ناچ گانا وغیرہ ثابت کرتے ہیں۔ اور اسی طرح کے بیشمار بے بنیاد اتہامات احمدیوں پر لگائے جاتے ہیں۔ اور طرح طرح کی غلط فہمیاں احمدیت کے متعلق پھیلائی جاتی ہیں۔ چنانچہ اس کا شکار خود میں بھی بنا رہا۔ آخر وہ دن آیا کہ نوکری کی تلاش میں میں بھرت پور پہنچا۔ اتفاق سے اس جگہ مکرم ڈاکٹر اللہ رکھا صاحب سے ملاقات ہوئی۔ اُنہوں نے مجھے اور میرے ساتھی مولانا ثناء اللہ صاحب کو مکرمی مولوی عبید الرحمٰن صاحب فانی مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پاس بھیجا۔ میں نے ایک رات انہیں کے پاس گزاری۔ اس موقع پر مجھے مکرم فانی صاحب کے ذریعہ احمدیت کے بارہ میں کسی حد تک صحیح معلومات حاصل ہوئیں۔ یہ پہلا موقعہ تھا جبکہ احمدیت کے بارہ میں میں نے سلجھے ہوئے خیالات کو بلاکم و کاست سنا اور میرے دل میں تحقیق حق کی جستجو پیدا ہوئی۔ چنانچہ یہاں سے روانگی کے وقت فانی صاحب سے احمدیت کے متعلق لٹریچر بھی حاصل کیا اور اس کے بعد مزید تحقیقات کے نتیجہ میں احمدیت کے متعلق میرا دل کھل گیا اور میں اس یقین پر پہنچ گیا کہ احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے اور اسی کا بتایا ہوا مسلک اس وقت قابل عمل ہے۔

دوران تقریر میں مولانا موصوف نے عامۃ المسلمین کے دجال و یاجوج و ماجوج کے بارہ میں غلط خیالات کی تردید کی اور دلنشین پیرایہ میں اپنے مضمون کو مکمل کیا۔

تیسری تقریر

کمیونزم اور اسلام

تیسری تقریر مکرم ڈاکٹر ایم۔ اے اللہ رکھا صاحب نے فرمائی۔ آپ کی تقریر "کمیونزم اور اسلام" پر تھی جناب ڈاکٹر صاحب نے فرمایا۔ دنیا میں بہت سے ازم ہیں۔ جو اپنے اپنے رنگ میں دنیا کی پیش آمدہ ضروریات و نظریات کو اپنے اپنے ڈھنگ پر تشریح کرتے ہوئے ان کا حل پیش کرتے ہیں۔ انہیں میں سے کمیونزم بھی ہے۔ کمیونزم کوئی مستقل نظریہ نہیں بلکہ دراصل یہ کیپٹلزم کا ردّ عمل ہے۔ اور درحقیقت یہی دنیا کے دو بڑے بلاکوں کے دو نظریے ہیں جن کو آج سے چودہ سو سال پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یاجوج و ماجوج کے نام سے موسوم کیا اور مسلمانوں کو ان کی نسبت ہوشیار رہنے کی تلقین کی اور انہیں کے فتنہ کو اسلام کے لئے سب سے بڑا فتنہ قرار دیا۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے تقریر میں اس امر کی وضاحت کی کہ یہ تمام قومیں تباہ ہونے والی ہیں۔ اور اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جو تمام اعلیٰ تعلیموں کا مجموعہ ہے۔ اور ساری دنیا کے لئے امن و شانتی کا پیغام ہے۔ اور وہ وقت دور نہیں جبکہ ہر طرف سے ٹھوکر کھا کر پوری طرح مایوس ہونے کے بعد دنیا کو اسلام کے دامن میں امن و امان حاصل ہوگا انشاء اللہ۔

چوتھی تقریر

چوتھے نمبر پر خاکسار عبد المطلب کی تقریر تھی اجرائے نبوت اور دجال اور یاجوج ماجوج کی حقیقت پر مجھے عرض کرنا تھا۔ چنانچہ پہلے نمبر پر خاکسار نے بتایا کہ قرآن کریم کی روشنی میں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ سلسلۂ نبوت کسی قوم پر بند نہیں ہو سکتا سوائے اس کے کہ کوئی قوم ساری کی ساری ظالم ہو جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرمایا۔ کہ "لا ینال عھدی الظلمین"۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے جو وعدہ حضرت ابراہیم السلام سے آپ کی اولاد کے حق میں کیا تھا اس کے مطابق ... نبی اسرائیل میں لگاتار نبی مبعوث ہوئے۔ اور آخر کار جب وہ قوم ظالم بن گئی تو خدا تعالیٰ نے حضرت ابن مریم کو بن باپ پیدا کر کے اس امر کو واضح کر دیا کہ اب بنی اسرائیل میں سے کوئی ایسا مرد نہیں رہا جس کی نسل سے یہ سلسلہ جاری ہو اب لازماً یہ سلسلہ یہاں ہی ختم ہونے والا ہے۔ اور کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کی دوسری شاخ سے اس ابدی عہد کا اجراء ہوگا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ بنی اسمٰعیل میں یہ سلسلہ جاری کر دیا گیا۔ مگر اس طرح کہ آپ کو نہ ختم ہونے والی دائمی شریعت دی۔ اب آپ ہی کے توسط سے مقام نبوت تک رسائی ممکن ہے۔ اس سلسلہ میں متعدد آیات قرآنیہ سے یہ امر ثابت کیا گیا کہ نبوت جو قوموں کے لئے سب سے بڑے دو انعاموں میں سے ایک انعام ہے اُس کا دروازہ کبھی بند نہیں ہو سکتا جب تک دنیا میں ایک بھی نیک مرد ہے یہ دروازہ کھلا رہے گا

دوسرے نمبر پر قرآن کریم اور بائیبل کے حوالوں سے دجال اور یاجوج ماجوج کی حقیقت پر روشنی ڈالی گئی۔

پانچویں تقریر

جماعت احمدیہ کے تبلیغی کارنامے

مکرمی مولوی عبید الرحمٰن صاحب فانی مبلغ سلسلہ نے جماعت احمدیہ کے تبلیغی کارنامے بیان کرتے ہوئے پہلے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پیش کیا۔ پھر جماعت کی طرف سے دنیا بھر میں تبلیغی مشن قائم کرنے اور خانہ خدا مساجد کی تعمیر کے پروگرام کا ذکر کیا۔ اور بتایا کہ دنیا میں احمدیہ جماعت کے سوا اور کوئی اسلامی جماعت ایسا اعلیٰ کارنامہ پیش کرنے سے قاصر ہے۔ جماعت احمدیہ باوجود ایک غریب جماعت ہونے کے اسلام کی ایسی خدمت کر رہی ہے کہ دنیا میں قائم شدہ اسلامی حکومتیں بھی نہ کر پائیں۔ اور اس جماعت کے ان کارناموں پر سبھی لوگ رطب اللسان ہیں ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

چھٹی تقریر

ذکر حبیب علیہ السلام

آخری تقریر الحاج مکرم مفتی محمد شمس الدین صاحب قادیانی ...

رانچی کے ایک خطیب صاحب کے نام
احمدی مبلغ کا مکتوب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جناب مولوی نظام الدین صاحب خطیب مسجد فتح اللہ وڈر رانچی

السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

بتاریخ ۱۹/۴/۵۹ مکرم حافظ ضمیر الدین صاحب امام الصلوٰۃ و خطیب مسجد ہند پیڑی رانچی و مولوی عبدالغنی صاحب کی موجودگی میں متصل بڑی مسجد ہند پیڑی ہم دونوں کے مابین جو گفتگو ہوئی تھی اس میں آپ نے کہا تھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی (مسیح و مہدی علیہ السلام) سے مباہلہ کیا تھا اور اس کے برعکس خاکسار نے کہا تھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے مباہلہ سے گریز کیا۔ چونکہ فریقین اپنی اپنی بات پر مصر تھے اس لئے اس وقت فریقین کے دستخطوں کے ساتھ مندرجہ ذیل الفاظ تحریر میں آئے:۔

از طرف خاکسار { "مولوی ثناء اللہ صاحب نے مباہلہ سے گریز کیا۔" (دستخط) عبدالحق ۱۹/۴/۵۹

از طرف مولوی نظام الدین صاحب { "مولوی ثناء اللہ نے مباہلہ کیا اس کے نتیجہ میں مرزا صاحب کی ذلت کی موت ہوئی۔" (دستخط) نظام الدین ۱۹/اپریل ۱۹۵۹ء

ہذا سطور ذیل میں خود مولوی ثناء اللہ صاحب کی تحریرات سے ثابت کیا جاتا ہے کہ وہ مباہلہ سے گریز کرتے رہے:۔

۱۔ مولوی ثناء اللہ مباہلہ سے گریز اور فرار کی راہ اختیار کر کے حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے اپنے اخبار "اہل حدیث" میں لکھتے ہیں:۔

"میں نے آپ کو مباہلہ کے لئے نہیں بلایا میں نے تو قسم کھانے پر آمادگی کی ہے مگر آپ اس کو مباہلہ کہتے ہیں حالانکہ مباہلہ اس کو کہتے ہیں جو فریقین مقابلہ پر قسمیں کھائیں میں نے حلف اٹھانا کہا ہے مباہلہ نہیں کہا قسم اور ہے مباہلہ اور ہے۔" (اہلحدیث ۱۹/اپریل ۱۹۰۷ء)

اس تحریر سے ثابت ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے مباہلہ کرنے سے گریز اختیار کیا

۲۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی طرف سے مولوی ثناء اللہ صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے دعاء مباہلہ بعنوان

"مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے ساتھ آخری فیصلہ"

شائع فرمائی اور آخر میں لکھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اس اشتہار کو "اہلحدیث" میں شائع کر کے جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب نے یہ اشتہار "اہلحدیث" ۲۶/اپریل ۱۹۰۷ء میں شائع کیا لیکن اس دعاء مباہلہ کو قبول کر لینے کی بجائے موصوف نے سراسر گریز اور فرار کی راہ اختیار کرتے ہوئے یہ لکھا کہ:۔

"اول اس دعا کی منظوری مجھ سے نہیں لی اور بغیر میری منظوری کے اس کو شائع کر دیا۔"

"تمہاری یہ تحریر کسی صورت میں بھی فیصلہ کن نہیں ہو سکتی۔"

"میرا مقابلہ تو آپ سے ہے اگر میں مر گیا تو میرے مرنے سے اور لوگوں پر کیا حجت ہو سکتی ہے۔"

"خدا کے رسول چونکہ رحیم و کریم ہوتے ہیں اور ان کی ہر وقت یہی خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شخص ہلاکت میں نہ پڑے مگر آپ کیوں میری ہلاکت کی دعا کرتے ہیں۔"

"خدا تعالیٰ جھوٹے دغاباز مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی برے کام کر لیں۔"

نوٹ:۔ یہ آخری عبارت نائب ایڈیٹر کی طرف سے لکھی گئی مگر مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس کی تصدیق کی اور لکھا کہ میں اس کو صحیح جانتا ہوں۔ (اہلحدیث ۱۲/جولائی ۱۹۰۷ء)

"مختصر یہ کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں۔" (واقعہ یا سامنا اخبار اہلحدیث ۲۶/اپریل ۱۹۰۷ء)

مولانا ثناء اللہ صاحب پھر لکھتے ہیں:۔

"آنحضرت صلعم باوجود سچا نبی ہونے کے مسیلمہ کذاب سے پہلے انتقال فرما گئے۔ اور مسیلمہ باوجود کاذب ہونے کے صادق کے پیچھے مرا۔" ۳

اسلام قنوطیت کا قائل نہیں
بلکہ
اس کے پیش نظر ایک درخشاں مستقبل ہے
کلکتہ کے صنعتی علاقہ ٹیٹاگڑھ میں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

سنٹرل ریڈ ورکس کلکتہ کے احمدی مالکان جناب محمد عمر صاحب سہگل اور محمد بشیر صاحب سہگل کے زیر اہتمام فیکٹری کے تمام مسلمان مزدوروں نے ۷/فروری ۱۹۵۹ء کی شام کو سیرت النبیؐ کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا۔ گرد و نواح کے کارخانوں، صنعتی اداروں کے مسلمان مزدور و مختلف دفاتر میں کام کرنے والے تعلیم یافتہ افراد بھی شریک جلسہ تھے۔ تقریر بیپروگرام میں الحاج جناب مولانا محمد سلیم صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا نام محوری حیثیت رکھتا تھا ناسازیٔ طبع کے باوجود مولانا موصوف نے سیرت پاک پر مبسوط و مدلل تقریر فرمائی۔ آپ کی تقریر قرآن شریف کی آیت "سراجاً وقمراً منیراً" کی ایسی شگفتہ تفسیر تھی جو سامعین کے ہر طبقہ میں پسند کی گئی۔ لطیف کنایوں میں آپ نے اجرائے نبوت کے امکانی پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور فرمایا کہ اسلام قنوطیت کا قائل نہیں بلکہ اس کے پیش نظر ایک درخشاں مستقبل ہے جو انسان کے روحانی و مادی ارتقا کا ضامن ہے۔ تاثر و افادیت کے لحاظ سے یہ تقریر ممتاز رہی اور مولانا موصوف اپنی امتیازی شخصیت کی وجہ سے رونق بزم رہے۔

جلسے کے بعد اکثر احباب نے اعتراف کیا کہ احمدیت دنیا کے سامنے ایک زندہ و متحرک اسلام پیش کرتی ہے اور اس کی تبلیغی جد و جہد لائق تحسین و قابل تقلید ہے مولانا محمد سلیم صاحب کی شکستہ صحت کو دیکھتے ہوئے میں تمام افراد جماعت سے درخواست کرتا ہوں کہ موصوف کی صحت و عافیت کے لئے دعا فرمائیں تا موصوف اپنی دینی خدمات کے سابقہ روایات کو پھر سے قائم کر سکیں۔

خاکسار محمد نور عالم احمدی ڈبگیو سرائے ٹیٹاگڑھ

۳۔ (مرقع قادیان اگست ۱۹۰۷ء)

مولوی ثناء اللہ صاحب کی مندرجہ بالا تحریرات سے صاف ثابت ہے کہ نہ صرف یہ کہ انہوں نے حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے ساتھ مباہلہ نہیں کیا بلکہ وہ مباہلہ سے گریز اور فرار کی راہ اختیار کرتے رہے۔ پس آپ (یعنی مولوی نظام الدین صاحب) نے خدا تعالیٰ کے مقدس مسیح و مہدی علیہ السلام کے لئے جو "ذلت" کا لفظ استعمال کیا ہے اس لحاظ سے آپ خود ہی اس وقت تک مورد بنے رہیں گے۔ جبتک آپ اپنے مرقومہ دعوے کو ثابت نہ کر دیں۔ اور ہماری طرف سے آپ کو یہ ایک کھلا چیلنج ہے۔ کہ آپ کبھی بھی یہ ثابت نہ کر سکیں گے کہ:۔

"مولوی ثناء اللہ صاحب نے حضرت مرزا صاحب سے مباہلہ کیا۔"

بالآخر آپ سے درخواست ہے کہ آپ تعصب کی پٹی آنکھوں سے اتار کر احمدیت کا مطالعہ کریں۔ کیونکہ ایک عالم کو چاہیے کہ وہ علمی باتوں کو فراخدلی، بلند حوصلگی، متانت اور سنجیدگی کو کام میں لاتے ہوئے بذریعہ علم حل کرنے کی کوشش کرے نہ کہ تعصب کی راہ سے۔ والسلام

خاکسار

قریشی عبدالحق بنگلہ

مبلغ جماعت احمدیہ رانچی ۲۴/۴/۵۹

نقول بغرض اطلاع:۔

۱۔ جناب مولانا محمد یوسف صاحب مونگی جمالی۔ صدر جمعیتہ العلماء رانچی
۲۔ جناب حافظ ضمیر الدین صاحب امام الصلوٰۃ و خطیب و میونسپل کمشنر رانچی
۳۔ جناب مولانا مشتاق احمد صاحب مفسر
۴۔ جناب مولانا غلام مصطفےٰ صاحب امام الصلوٰۃ و خطیب مسجد سبزی محلہ رانچی
۵۔ جناب مولانا نعمت اللہ صاحب خطیب جامع مسجد رانچی۔

درخواست دعا: میری لڑکی امینہ اختر ازکنیوا کرامت اللہ ابن محمد عباد اللہ سابق درویش اور محمد اقبل خالد الیف اے کا امتحان دے رہے ہیں انکی اعلیٰ کامیابی اور خادم دین بننے کے لئے دعا کی درخواست ہے نیز خاکسار کی تین لڑکیاں ہیں نرینہ اولاد نہیں ہے احباب دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے صالح اور عمر والی اولاد نرینہ عطا فرمائے۔ خاکسار محمد شریف ٹیلیفون سپروائزر ٹانکیو مغربی پاکستان

منقولات

عصرِ حاضر کا عظیم ارتداد

جو اب تک کی تمام ارتدادی تحریکوں سے بازی لے گیا ہے!

ذیل کا مقالہ مولانا سید ابو الحسن علی صاحب ندوی کے ایک عربی مضمون کا ترجمہ ہے جو "نیا ارتداد" کے زیر عنوان لکھنؤ سے شائع ہونے والے حنفی رسالہ الفرقان بابت ماہ فروری ۱۹۵۹ء میں شائع ہوا۔ اور ہندو پاکستان کے متعدد دینی اخبارات نے اسے نقل کیا۔ اس مضمون کے مطالعہ سے مسلمانوں کی ابتر حالت کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے ایسی ناگفتہ بہ حالت میں امتِ مسلمہ کی اصلاح و ارشاد کیلئے کسی آسمانی تحریک کی ضرورت ہے ــــ اسکے متعلق ہمارا تبصرہ دوسری جگہ ملاحظہ فرمائیں (ایڈیٹر)

اسلام کی تاریخ میں ارتداد کے متعدد واقعات پیش آئے ہیں سب سے بڑا اور سخت سانحہ ارتدادِ عرب قبائل کا وہ ارتداد تھا جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے معاً بعد پیش آیا۔ یعنی وہ زبردست باغی تحریک جس کو ابو بکر صدیق رضؓ نے اپنے بے نظیر عزم و ایمان سے سر اٹھاتے ہی کچل دیا۔ دوسرا بڑا ارتدادی واقعہ نصرانیت اختیار کر لینے کی وبا تھی جو ہسپانیہ سے مسلمانوں کے اخراج کے بعد پھیلی اور بعض ان دوسرے ملکوں میں بھی رونما ہوئی جو مسیحی مغربی طاقتوں کے زیر نگیں تھے اور عیسائی پادری اور مشنری وہاں اس مقصد کے لئے سرگرم عمل تھے۔ ان معتدبہ واقعات کے علاوہ ارتداد کے وہ اکا دکا واقعات بھی ہیں۔ کہ مثلاً ہندوستان میں کسی خفیف العقل اور پست طبیعت فرد نے اسلام کو چھوڑ کر برہمنیت یا آریہ سماجیت اختیار کر لی لیکن ایسے واقعات شاذ و نادر ہی ہوئے ہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ــــ اگر بد نصیب ہسپانیہ کے فتنۂ نصرانیت کو ارتداد کہنا صحیح ہے تو اس کو مستثنیٰ کر کے کہا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں کی تاریخ کسی عام ارتداد سے آشنا نہیں ہوئی ہے۔ جیسا کہ مورخین مذاہب کا اعتراف ہے۔

اور یہ جو واقعات کبھی پیش آئے، ان پر ہمیشہ دو اثر مرتب ہوئے:۔

(۱) مسلمانوں کی طرف سے سخت ناراضگی اور ناپسندیدگی۔

۲۔ اسلامی سوسائٹی سے قطع تعلق!

یعنی جو کوئی اپنے دین سے منحرف ہوتا تھا اور مسلمانوں کے سخت غیظ و غضب کا نشانہ بنتا تھا اور اسلامی معاشرہ سے خود بخود منقطع ہو جاتا تھا جس میں اس کی بود و باش ہوتی بمجرد ارتداد سے اس کے اور اس کے اہلِ قرابت کے درمیان تمام رشتے اور تعلقات کٹ جاتے تھے اور ارتداد کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ آدمی گویا ایک دوسرے معاشرے اور ایک دوسری دنیا میں منتقل ہو گیا۔ مرتد کا خاندان اس کا بالکلیہ بائیکاٹ کر دیتا تھا۔ اب نہ رشتہ رہتا تھا، نہ نکاح، نہ اخوت نہ وراثت۔ ارتداد کی اگر کوئی لہر کبھی اٹھتی تھی تو اس سے دینی اور ایمانی کش مکش برپا ہوتی اور مسلمانوں میں مقاومت اور اسلام کے دفاع کی روح بیدار ہو جاتی تھی جس اسلامی ملک میں ایسے واقعات پیش آجاتے تھے وہاں کے علماء، و داعیانِ اسلام اور اہلِ قلم پُرجوش طریقہ سے ان کے خلاف صف آرا ہو جاتے۔ ان کے اسباب کا کھوج لگاتے اور اسلام کے محاسن و فضائل کو سامنے لاتے تھے اس مسلمان معاشرہ کا حال یہ ہو جاتا جیسے قلق و اضطراب اور غیظ و غضب کی ایک موج آ کر سب کو تہ و بالا کر گئی ہو۔ یہ حوادث مسلمانوں کو جھنجھوڑ کر رکھ دیتے اور کیا خواص کیا عوام سب کے لئے ایک ہی بات اور ایک ہی فکر ہوتی تھی ــــ یہ ہوتا تھا اسلامی سوسائٹی پر واقعاتِ ارتداد کا ردِّ عمل اور ان کی لازمی خصوصیت! حالانکہ نہ کبھی وسیع پیمانے پر پیش آتے تھے اور نہ زندگی پر ان کے کچھ ایسے اثرات ہی پڑتے۔

لیکن اب کچھ عرصہ سے دنیائے اسلام کو ایک ایسے ارتداد سے سابقہ پیش آیا ہے جس نے اس کے اس سرے سے اُس سرے تک آفت مچائی ہے یہ اپنی شدت و قوت اور وسعت و عمق سے اب تک کی تمام ارتدادی تحریکوں سے بازی لے گیا ہے کوئی ملک نہیں ہے جو اس کی فتنہ گری سے بچا ہوا ہو۔ بلکہ ملک، تو ملک، خاندانوں میں ایسے مشکل ہی سے تھوڑے بہت ہونگے جو اسکی دستبرد سے محفوظ ہوں، یہ وہ ارتداد ہے جو شرقِ اسلامی پر یورپ کی سیاسی اور تہذیبی تاخت کے پیچھے پیچھے آیا ہے۔ یہ سب سے عظیم ارتداد ہے جو عہدِ رسالت سے لے کر آج تک کی اسلامی تاریخ میں رونما ہوا ہے۔

شریعتِ اسلامی کی اصطلاح میں "ارتداد" کے کیا معنی ہیں؟ ایک دین کے بدلے دوسرا دین اور ایک عقیدے کے بدلے دوسرا عقیدہ اختیار کرنا ــــ اور رسول مجرتعلیمات لے کر آیا جو کچھ اس سے تواتراً منقول ہے اور جو کچھ اسلام میں قطعی طور پر ثابت ہے۔ اس سے انکار کرنا!! ــــ اور ایک مرتد کیا رویہ اختیار کرتا تھا؟ رسالتِ محمدی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کا انکار کرتا تھا۔ اور مسیحیت، یہودیت یا برہمنیت کی طرف منتقل ہو جاتا تھا۔ یا الحاد کی راہ اپنا تا اور وحی و رسالت اور آخرت سے منکر ہوتا تھا یہ ارتداد کے وہ معنی ہیں جن سے پرانی دنیا یا پرانی سوسائٹی واقف تھی ہر وہ شخص جو اپنا دین چھوڑتا تھا اگر مثال کے طور پر نصرانی بن جاتا تو کلیسا میں داخل ہوتا یا ہیکل میں جاتا۔ یا اگر برہمنیت اختیار کرتا تو بت خانہ کی راہ لیتا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ یہ ارتداد سب پر روشن ہو جاتا تھا اور مرتد دوسرے پہچان لیا جاتا تھا۔ اسکی طرف انگلیاں اٹھتی تھیں اور مسلمان اس شخص سے تمام امیدیں منقطع کر لیتے تھے۔ الحاصل عام طور پر کسی کا ارتداد کوئی راز نہیں ہوا کرتا تھا۔

یورپ سے مشرق میں وہ فلسفے پہنچائے جو دین کی بنیاد دو ہی کے انکار پر مبنی تھے۔ جن کی بنیاد اس عالم میں کارفرما (متصرف) قوت کے انکار پر تھی۔ وہ با شعور قوت جو اس دنیا کو عدم سے وجود میں لائی اور جس کے دستِ تصرف میں کائنات کی زمام کار ہے (الا لہ الخلق والامر) (خبردار اسی نے تخلیق کی اور اسی کا حکم چلتا ہے) وہ فلسفے جو عالم غیب، وحی، نبوت، شرائع سماویہ اور روحانی اور اخلاقی قدروں کے انکار پر مبنی تھے۔ یہی مغرب کے لائے ہوئے تمام فلسفوں کی مشترک بنیاد جن میں کوئی علم الحیات اور ارتقار کے مسائل سے بحث کرتا تھا۔ کسی کا تعلق اخلاق سے تھا۔ کسی کا محور علم النفس تھا اور کسی کا موضوع بحث سیاست و اقتصاد یہ فلسفے اپنے موضوعات و الوان میں خواہ باہم کتنے ہی مختلف تھے، تاہم اس نقطے پر سب ملتے تھے کہ انسان اور کائنات کو محض مادی نظر سے دیکھیں اور ان دونوں کے ظاہری احوال و افعال کی مادی توجیہہ کریں۔

یہ فلسفے مشرقی اسلامی معاشرے پر حملہ آور ہوئے اور اس کے باطن تک گھس گئے۔ یہ فلسفے سب سے بڑا دین تھے جو تاریخ اسلام کے بعد پیدا ہوا سب سے بڑا دین اپنی وسعتِ اشاعت کے لحاظ سے، سب سے گہرا دین اپنی جڑوں کے لحاظ سے اور سب سے طاقتور دین، دلوں اور دماغوں کو مسخر کرنے کے لحاظ سے اسلامی ملکوں کا وہ طبقہ جو علم و فہم کے لحاظ سے ممتاز تھا۔ اس دین پر فریفتہ ہو گیا۔ اس نے اسے نہایت خوشگواری کے ساتھ حلق سے اتارا اور اطمینان کے ساتھ ہضم کر لیا، وہ اس دین کا ٹھیک اسی طرح پیرو بن گیا جس طرح ایک مسلمان اسلام کا اور ایک مسیحی مسیحیت کا ہوتا ہے کہ وہ اس پر جان دیتا ہے، اسکے شعائر کی عزت کرتا ہے اس کے رہنماؤں اور داعیوں کی عظمت کا کلمہ پڑھتا ہے اپنے ادب اور تالیفات میں اس دین کی دعوت دیتا ہے۔ اور جو دین، جو نظام، اور جو طرزِ فکر اس کے معارض ہوتا ہے اس کی تحقیر کرتا ہے۔ اس دین کے ہر پیرو سے وہ اخوت کا رشتہ استوار کرتا ہے اور اس طرح یہ تمام افراد ایک امت ایک خاندان اور ایک گروہ بن گئے ہیں۔

یہ نیا دین ــــ اگرچہ اسکے پیرو، اس کو "دین" کا نام دینے سے انکار کرتے ہوں ــــ کیا ہے؟ کائنات کو وجود میں لانے والی اس علیم و خبیر ہستی کا انکار جو مالکِ تقدیر بھی ہے اور رہنما بھی (الذی قدر فھدیٰ) حیات بعد الممات حشر، جنت و دوزخ اور ثواب و عذاب کا انکار نبوت و رسالت کا انکار شرائع سماویہ اور حدود و شرعیہ کا انکار اور اس حقیقت کا انکار کہ اللہ نے اپنی تمام مخلوق پر اپنے عظیم تر رسول (خاتم الرسلؐ) کی اطاعت فرض کی ہے اور ہدایت وسعادت کو اس کی پیروی میں منحصر کر دیا ہے اور اس بات کا انکار کہ اسلام وہ آخری اور دائمی پیغام ہے جو دین و دنیا کی تمام سعادتوں کا کفیل ہے اور زندگی کا ایک نظام ہے جو سب سے اعلیٰ اور افضل ہے اور وہی وہ دین ہے جس کے علاوہ کوئی دین اللہ کے یہاں مقبول نہیں اور جس کے بغیر دنیا کی فلاح و سعادت کا کوئی امکان نہیں اور اس کا انکار کہ دنیا انسان کے لئے پیدا کی گئی ہے اور انسان اللہ کیلئے۔

آج جس طبقہ کے ہاتھ میں اکثر ممالکِ اسلامیہ کی زمامِ حیات ہے۔ وہ اسی دین کا پیرو ہے اگرچہ بہ سبب پختگیٔ ایمان اور سرگرمیٔ عمل میں ایک درجہ کے نہ ہوں ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ اس طبقہ میں ایسے افراد بھی ہیں جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اسلام کی پیروی کرتے ہیں مگر اس طبقہ کا وہ وصف جو افسوس ہے کہ اس پر غالب ہو گیا ہے۔ اور اس کے اکثر اور معتدبہ افراد کا دین بھی مادہ پرستی اور زندگی کا مغربی فلسفہ ہے جو الحاد پر مبنی ہے۔

میں پھر کہتا ہوں کہ یہ وہ ارتداد ہے جس نے عالم اسلامی کو اس سرے سے اس سرے تک تاراج کیا ہے گھر گھر اور خاندان خاندان اس کا حملہ ہوا ہے۔ یونیورسٹیوں، کالجوں اسکولوں اور اداروں سب میں اس کی یورش ہوئی ہے مشکل ہی سے کوئی ایسا خاندان ہو گا جس میں اس دین کا کوئی پیروکار، پرستار اور عقیدت گذار موجود نہ ہو گا جب ذرا ان سے تنہائی میں باتیں کرو گے، کچھ چھیڑو گے اور اندر کی بات اگلواؤ گے تو دیکھو گے کہ یا وہ ایمان باللہ سے محروم ہو گیا یا ایمان بالیوم الآخرت سے خالی ہو گا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ رکھتا ہو گا یا قرآن کو ایک معجزہ ابدی کتاب اور دستورِ حیات نہ مانتا ہو گا اور ان میں سب سے غنیمت وہ ہو گا جو کہے گا کہ میں اس قسم کے مسائل پر غور نہیں کرتا اور ان کو کوئی بڑی اہمیت نہیں دیتا۔

بلاشبہ یہ ارتداد ہے لیکن اس نے مسلمانوں کی توجہ اپنی طرف نہیں کھینچی ــــ کیوں ــــ اس لئے کہ اس ارتداد کا مارا ہوا کلیسا یا ہیکل میں نہیں جاتا اور نہ اپنے ارتداد اور تبدیلیٔ مذہب کا اعلان کرتا ہے نہ معاشرہ اس پر چونکتا ہے کہ احتساب و عتاب کی صورت پیش آسکے اور فصل و انقطاع کا معاملہ درپیش ہو۔ بس وہ بدستور اسی سوسائٹی اور معاشرہ میں رہتا ہے سارے تمام حقوق حاصل کرتا ہے، بلکہ معاشرہ پر حاوی ہونے تک کا موقع اس کو مل جاتا ہے۔ یہ عالم اسلامی کا نہایت اہم مسئلہ اور بڑا قابلِ فکر معاملہ ہے سارا تواد تفصیلات ہے "اسلامی معاشرہ پر حملہ آور ہوتا ہے اور کوئی اس پر چونکتا تک نہیں علماء امت اور

دجال دین ان سے کوئی پریشانی اور بے چینی نہیں محسوس کرتے، پہلے جب کوئی پیچیدہ مسئلہ پیش آتا تھا تو لوگ اس کو حل کرنے کے لئے حضرت علیؓ کو یاد کیا کرتے تھے ایسے موقع پر ضرب المثل تھی: قضیۃٌ ولا ابا حسنٍ لھا اور ارتداد کے موقع پر بے ساختہ حضرت ابوبکرؓ کی شانِ عزیمت یاد آتی ہے اور کہنا پڑتا ہے کہ ردۃٌ ولا ابا بکرٍ لھا۔

لیکن یاد رکھئے کہ یہ مسئلہ جنگ نہیں چاہتا اور نہ اس رائے عامہ کو بھڑکانا درست ہے یہ برافروختگی اور سختی سے حل نہیں ہو سکتا بلکہ الٹا نقصان پہنچائے گی۔ اور فتنہ کو اور بھڑکا دیگی۔ اسلام خفیہ تحقیقاتی عدالتوں سے آشنا نہیں ہے! اور نہ وہ جبر و ظلم کا روادار ہے۔ یہ معاملہ عزم و حکمت اور صبر و تحمل چاہتا ہے اور اس سے نپٹنے کے لئے غور و فکر اور گہرے مطالعہ کی ضرورت ہے۔

یہ نیا دین، اسلامی دنیا میں کیونکر پھیل سکا؟ کیسے اسے یہ طاقت ہو سکی کہ مسلمانوں پر نہیں ان کے گھر کے اندر جا کر حملہ آور ہو سکے؟ اور کیونکر اس کے لئے ممکن ہوا کہ لوگوں کی عقلوں اور طبیعتوں پر اس قدر قوت کے ساتھ مستولی ہو جائے؟ یہ سب سوالات ہیں جو بڑی گہری اور دقیق فکر اور بڑے وسیع مطالعہ کو چاہتے ہیں۔

قصہ یوں ہوا ہے کہ انیسویں صدی عیسوی میں دنیائے اسلام پر تھکاوٹ اور بڑھاپے کے آثار طاری ہونے لگے دعوت و عقیدہ اور علم و عقلیت کے لحاظ سے وہ انتہائی ضعف و انحطاط میں مبتلا ہو گئی ـــ اسلام تو بے شک بڑھاپے کی منزل سے آشنا نہیں ہے اس کی مثال سورج کی سی ہے کہ قدیم ہونے کے باوجود ہر وقت جدید اور ہر دم جوان ـــ لیکن یہ مسلمان تھے جو ضعف و پیری کا شکار ہو گئے ـــ نہ علم میں وسعت رہی نہ فکر میں ندرت، نہ عقل کی عبقریت، نہ دعوت کا جوش و ولولہ اور نہ الا ماشاء اللہ اسلام کو مؤثر طریقہ پر پیش کرنے کا سلیقہ۔

مزید ابتلاء یہ ہوا کہ تعلیم یافتہ نوجوانوں سے ولیا نہیں رکھا گیا اور نہ ان کے ذہن کو متاثر کرنے کی کوشش کی گئی، حالانکہ مستقبل کا دور انہیں کا تھا۔ اس نوخیز نسل کو اس بات کا قائل کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی کہ اسلام ایک سدا بہار پیغام اور دینِ انسانیت ہے۔ قرآن ہی تنہا وہ معجزہ اور ابدی کتاب ہے جس کے عجائبات کی انتہا نہیں۔ جس کے ذخائرِ فکریہ کا اختتام نہیں اور جس کی جدت پر کہنگی کا گزر نہیں ـــ رسولؐ اپنی ذات سے ایک زبردست معجزہ، تمام نسلوں کا رسولؐ اور تمام زمانوں کا امام ہے ـــ اسلامی شریعت قانون سازی کا ایک معیاری مؤثر ہے۔ اس میں زندگی کے ساتھ چلنے اور اس کے صحیح مطالبات کا جواب دینے کی پوری صلاحیت ہے، ایمان و عقیدہ اور اخلاق و روحانی اقدار ہی وہ بنیادیں ہیں جن پر ایک شریف سوسائٹی اور پاکیزہ تمدن کی عمارت کھڑی کی جا سکتی ہے۔ نئی تہذیب کے پاس صرف ذرائع و وسائل ہیں ـــ اخلاق و عقائد اور غایات و مقاصد کا سرچشمہ صرف انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات ہیں اور مائیک صالح اور متوازن تمدن کا قیام صرف اسی طرح ہو سکتا ہے کہ مقاصد و وسائل صحیح تناسب کے ساتھ جمع ہوں۔

یہ صورتِ حال اور یہ وقت تھا جب یورپ اپنے فلسفوں کا لشکر لے کر اسلامی دنیا پر حملہ آور ہوا۔ وہ فلسفے جن کی تدوین اور تراش و خراش بڑے بڑے فلاسفر اور یگانۂ روزگار شخصیتوں کی ذہنی کاوشوں کا ثمرہ تھی جنہوں نے ان پر ایسا علمی اور فلسفیانہ رنگ چڑھایا تھا کہ معلوم ہو یہ فکرِ انسانی کی معراج ہے مطالعہ و تحقیق اور عقل انسانی کی پرواز اس پر ختم ہے اور غور و فکر کا یہ نچوڑ ہے جس کے بعد کچھ اور سوچا نہیں جا سکتا۔ حالانکہ ان فلسفوں میں کچھ چیزیں وہ تھیں جو تجربات و مشاہدات پر مبنی تھیں اور وہ صحیح تھیں اور بہت سی چیزیں وہ تھیں جو محض ظن و تخمین اور فرض و تخیل پر مبنی تھیں۔ گویا ان میں حق بھی تھا اور جہل بھی، مضبوط حقائق بھی تھے اور شاعرانہ تخیلات بھی ـــ شاعری یہ نہ سمجھئے کہ نظم و قافیہ بندی ہی میں منحصر ہے۔ یہ فلسفہ و علم کے میدان میں بھی ہوتی ہے۔

یہ فلسفے، مغربی فاتحین کے جلو میں آئے اور مشرق عقل و طبیعت نے فاتحین کے ساتھ ساتھ اُن کی اطاعت بھی قبول کر لی۔ مشرق کے تعلیم یافتہ طبقہ نے بڑھ کر ان کو قبول کیا ـــ ان لوگوں میں وہ بھی تھے جنہوں نے سمجھ کر قبول کیا تھا، مگر وہ کم تھے زیادہ تر وہ تھے جو ذرا بھی نہیں سمجھتے تھے لیکن معتقد اور مومن سب اور سب ایک سرے سے مسحور۔ ان فلسفوں پر ایمان لانا ہی عقل و خرد کا معیار بن گیا اور اس کو روشن خیالوں کا شعار سمجھا جانے لگا۔

اس طرح یہ الحاد و ارتداد، اسلامی ماحول اور اسلامی دائروں میں بغیر کسی شور و غل اور کشمکش کے پھیل گیا۔ نہ باپ اس انقلاب پر چونکے نہ اساتذہ اور مربیوں کو خبر ہوئی اور نہ غیرت ایمانی رکھنے والوں کو کوئی جنبش ہوئی۔ اس لئے کہ یہ ایک خاموش انقلاب تھا۔ اس الحاد و ارتداد کو اختیار کرنے والے کسی کلیسا میں جا کر نہیں کھڑے ہوئے، نہ کسی معبد میں داخل ہوئے نہ کسی بت کے آگے انہوں نے ڈنڈوت کی اور نہ کسی استھان پر جا کر قربانی پیش کی۔ اگلے دور میں یہی سب علامات تھیں جن سے کفر و ارتداد اور زندقہ کا علم ہوتا تھا اگلے مرتدین، اسلامی سوسائٹی کو خیرباد کہہ کر اس سوسائٹی سے منسلک ہو جایا کرتے تھے جن کا دین، انہوں نے اختیار کیا ہوتا تھا اور اپنے عقیدے کی تبدیلی کا صراحت اور جرأت کے ساتھ اعلان کر دیتے تھے۔ پھر جو کچھ نئے مذہب کی راہ میں انہیں برداشت کرنا پڑتا تھا۔ برداشت کرتے تھے۔ انہیں اس پر اصرار نہیں ہوتا تھا کہ پرانی سوسائٹی میں جو حقوق اور منافع انہیں حاصل تھے ان کو محفوظ رکھنے کے لئے اس سوسائٹی سے چپکے رہیں۔ لیکن آج لوگ دینِ اسلام سے اپنا تعلق منقطع کرتے ہیں وہ اس پر تیار نہیں ہوتے کہ اسلامی سوسائٹی سے بھی اپنا رشتہ کاٹ لیں۔ حالانکہ دنیا بھر میں اسلامی معاشرہ ہی تنہا وہ معاشرہ ہے جس کی تاسیس و ترکیب عقیدے کی بناء پر ہوتی ہے اور مخصوص عقائد کے بغیر اسلامی معاشرہ وجود ہی میں نہیں آ سکتا۔ لیکن یہ نئے مرتدین اصرار کرتے ہیں کہ اس معاشرہ کے نام پر فوائد حاصل کرتے ہوئے اپنی جگہوں پر جمے رہیں اور اسلام کے بخشے ہوئے تمام حقوق سے متمتع ہوتے رہیں یہ ایک نرالی صورتِ حال ہے جس سے اسلام کی تاریخ کو کبھی سابقہ نہیں پڑا تھا۔

اس صورتِ حال کا ہمیں ہمت و استقلال اور حکمت و دانائی کے ساتھ مقابلہ کرنا ہے۔ دنیائے اسلام پر آج ایک دینی فکری اور تہذیبی ارتداد کی سخت مصیبت آئی ہوئی ہے۔ یہ مصیبت ان تمام لوگوں کے غور و فکر کا موضوع بنی چاہیئے جو اسلام کا درد رکھتے ہیں۔ آج ہر اسلامی ملک کے جدید تعلیم یافتہ طبقہ کا حال یہ ہے کہ اعتقاد و ایمان کا سر رشتہ ان کے ہاتھ سے چھوٹ چکا ہے۔ اخلاقی بندشیں وہ توڑ کر پھینک چکا ہے۔ اندازِ فکر اس کا سر تا سر مادی ہو چکا ہے اور سیاست میں اس نے لادینیت کا نظریہ اپنا لیا ہے۔ اگر ”کفر“ کا لفظ بولتے ہوئے مجھے خوف نہ ہوتا تو میں ضرور کہتا کہ ان میں بہت سے ایسے ہیں جو اسلام پر ایک عقیدے اور ایک نظام کی طرح ایمان نہیں رکھتے۔ اور مسلمان عوام ـــ باوجودیکہ ان میں خیر و صلاح کے تمام جوہر موجود ہیں۔ اور وہ اپنی طبیعت سے انسانیت کا صالح ترین گروہ ہیں ـــ اس طبقہ کی علمی بالاتری۔ ذہنی تفوق اور اثر و نفوذ کی بناء پر اس کے تحت اور مطیع ہیں۔

اگر یہ صورتِ حال یونہی چلتی رہی تو یہ الحاد و فساد عوام میں بھی گھس کر رہے گا۔ دیہاتوں کے سادہ دل مسلمان بھی اس کی لہروں سے نہ بچ سکیں گے اور کھیت اور کارخانوں کے مزدوروں کا بھی دین و ایمان یہ تلپٹ کر کے چھوڑے گا یہ سب کچھ اسی رفتار اور انداز سے یورپ میں ہو چکا ہے، اور اگر حالات کا رُخ اور رفتار یہی رہی اور اللہ کا ارادۂ قاہرہ بیچ میں حائل نہ ہو گیا تو مشرق میں بھی یہی سب کچھ ہونے جا رہا ہے۔

ہمیں اعتراف کرنا چاہیئے کہ یہ دنیائے اسلام جس کے ہم نے بہت گن گائے ہیں اور اس کا جدید تعلیم یافتہ طبقہ خاص طور سے ایک نئی اسلامی دعوت کا شدید محتاج ہے۔ ہمیں اعتراف کرنا چاہیئے کہ آج جو لوگ دعوتی کام کر رہے ہیں ان کا یہ نعرہ اور نشانہ کہ ”آؤ پھر سے ایمان لاؤ“ (الی الایمان من جدید) درست ہے۔ مگر محض نعرہ کافی نہیں ہے۔ عمل سے پہلے ضروری ہے کہ ماحول کا بہت سنجیدگی سے جائزہ لیا جائے اور نہایت پرسکون اور گہری فکر کے ساتھ یہ سوچا جائے کہ یہ تعلیم یافتہ طبقہ جو زندگی کے سارے شعبوں پر قابض ہے اسے کس طرح از سر نو اسلام کی طرف لوٹایا جا سکتا ہے۔ ہم کیسے اس میں ایمان اور اسلام پر اعتقاد کی روح پھونک دیں۔ ہم کیسے اس کو مغربی فلسفوں، لادینی نظریوں اور تہذیب حاضرہ کی غلامی سے آزاد کرائیں؟

یہ دعوت جس کے متعلق میرا یقین ہے کہ اس زمانہ میں سب سے افضل دعوت، سب سے افضل جہاد ہے ـــ ایسے مردانِ کار چاہتی ہے جو صرف اس کے ہو رہیں۔ اپنا علم، اپنی صلاحیتیں اور اپنا مالی و متاع اس کے لئے وقف کر دیں۔ کسی جاہ و منصب یا عہدہ حکومت کی طرف نظر اُٹھا کر نہ دیکھیں، کسی کے لئے ان کے دل میں کینہ و عداوت نہ ہو نہ فائدہ پہنچائیں۔ مگر خود فائدہ نہ اُٹھائیں، دینے والے ہوں، لینے والے نہ ہوں جو طبقہ جس چیز کے لئے مرتا ہو اس کو اُسی کے لئے چھوڑ دیں۔ حرص و ہوس کے میدان میں کسی سے کوئی مزاحمت نہ کریں حتی کہ ان پر کوئی تہمت نہ لگائی جا سکتی ہو۔ اور شیطان ان کے خلاف کوئی ہتھیار فراہم کر کے نہ دے سکتا ہو، اخلاص ان کا شعار ہو اور نفس پرستی، خود پسندی اور ہر قسم کی عصبیت سے بالاتر نظر آتے ہوں۔

اس دعوت کا مزاج، سیاست اور پارٹی بازی کے مزاج سے قطعاً مختلف ہے۔ اس کے لئے اگر کوئی نمونہ ہے تو وہ انبیاء علیہم السلام اور ان کے نائبین کی سیرت میں ہے۔ جیسے کہ حسن بصری احمد بن حنبل، ابو حامد الغزالی، عبد القادر جیلانی، عبدالرحمٰن بن الجوزی، ابن تیمیہ اور شیخ احمد مجدد الف ثانی رح

اس فریضہ کی ادائیگی میں ایک دن کی بھی تاخیر کا موقع نہیں ہے۔ دنیائے اسلام کو ارتداد کی بڑی زبردست لہر کا سامنا ہے۔ ایسی لہر جو اس کے عزیز ترین طبقوں اور بہترین حصوں میں پھیل چکی ہے۔ یہ اس عقیدے اس نظامِ اخلاق اور ان اقدار کے خلاف بغاوت ہے جو دنیائے اسلام کی سب سے برتر متاع ہے۔ اگر یہ دولت ضائع ہو گئی جو رسول کا ترکہ ہے جسے نسلوں پر نسلیں منتقل کرتی ہوئی لائی ہیں اور جس کی راہ میں اسلام کے جانبازوں نے مصائب کے کتنے ہی پہاڑ اُٹھائے ہیں تو سمجھ لیجئے کہ عالمِ اسلام بھی گیا۔

بھرت پور میں جلسہ (بقیہ صفحہ ۷)

امیر جماعت احمدیہ کلکتہ کی ذکر حبیب کے عنوان پر ہوئی۔ آپ نے اپنی تقریر میں حاضرین جلسہ اور جماعت احمدیہ بھرت پور کے احباب کا شکریہ ادا کیا اور انہیں اپنی قیمتی نصائح سے مستفید فرمایا۔ اسکے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت سے بعض خاص واقعات بیان فرمائے۔ تقریر کے آخر میں آپ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی شان کو ظاہر کرتے ہوئے فرمایا یہی وہ پسر موعود ہے جسکی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنے مسیح پاک علیہ السلام کو بشارت دی

بد۔ اسلام کے متعدد دورے فرمائے تھے۔ آپ نے احباب جماعت کو تلقین کی کہ ہر شخص ایک مثالی احمدی بننے کی کوشش کرے جسکے عملی نمونہ سے غیر از جماعت احمدیت کے نور کا اندازہ کریں اسی طرح آپ نے دین کی راہ میں ہر قسم کی قربانی کرنے اور پیش از پیش

نیا مالی سال اور احباب جماعت کا فرض

۵۹-۵۸ء کا مالی سال ۳۰ر اپریل کو ختم ہو چکا ہے۔ اور یکم مئی ۵۹ء سے صدر انجمن احمدیہ قادیان کا نیا مالی سال شروع ہو گیا ہے۔ لیکن ہندوستان کی متعدد جماعتوں اور افراد کے ذمہ سابقہ بقایا کی کثیر رقم تا حال قابل ادا ہیں جن کے متعلق جماعتوں کے سیکرٹریان مال اور متعلقہ افراد کو مرکز کی طرف سے توجہ دلائی جا چکی ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لازمی چندہ جات کی باقاعدگی سے ادائیگی پر اس قدر زور دیا ہے کہ حضور چھ ماہ سے زائد عرصہ کے بقایا دار کو جماعت سے خارج قرار دے چکے ہیں۔

اگر جماعتوں کے عہدیداران اور متعلقہ افراد اپنی ذمہ داریوں کو پوری طرح محسوس کریں اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے وعدہ بیعت کو مستحضر رکھیں تو سلسلہ کی طرف سے عاید کردہ لازمی چندہ جات کی موجودہ پوزیشن باقی نہیں رہ سکتی۔

پس دوستوں کو چاہیئے کہ نئے مالی سال کی ابتداء سے ہی اس بات کا عزم کریں کہ انہوں نے نہ صرف بقایا سابقہ کو جلد از جلد ادا کرنا ہے۔ بلکہ آئندہ کے لئے ادائیگی چندہ جات میں پوری باقاعدگی اختیار کر کے فرض شناسی کا ثبوت دینا ہے۔ سیکرٹریان مال کو چاہیئے کہ وہ گذشتہ مالی سال کے آخر تک ہر بقایا دار کو ان کے بقایا کے حساب سے آگاہ کرتے ہوئے یہ کوشش کریں کہ سابقہ بقایا کی بالمقطع یا کسی اقساط میں وصولی ہو سکے۔ اور وصول شدہ چندہ جات کو ہر ماہ کی ۲۰ تاریخ تک باقاعدگی کے ساتھ مرکز میں بھجوایا جانا چاہیے۔

(ناظر بیت المال قادیان)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیمی و مخلص صحابی حضرت شیخ محمد نصیب صاحب رضی اللہ کی وفات

ربوہ ۲۸ر اپریل۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیمی اور مخلص صحابی حضرت شیخ محمد نصیب صاحب رضی اللہ عنہ پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ خانقاہ ڈوگراں کل مورخہ ۲۷ر اپریل مختصر سی علالت کے بعد وہاں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آج آپ کا جنازہ ربوہ لایا گیا اور آپ کو مقبرہ بہشتی میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ حضرت شیخ صاحب مرحوم ۱۶ر اگست ۹۷ء کو طالب علمی کے زمانہ ہی میں قادیان حاضر ہو کر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کا شرف سے مشرف ہوئے تھے۔ پھر آپ نے قادیان میں ہی سکونت اختیار کی۔ اور اس جگہ تعلیم مکمل کی بعدہٗ تعلیم الاسلام ہائی سکول میں بطور ٹیچر بھی خدمات سر انجام دیں۔ اور دفتر ریویو آف ریلیجنز اور اخبار بدر میں بھی کام کیا۔ آپ بہت عابد و زاہد ذکر الٰہی میں مشغول رہنے والے بزرگ تھے۔ آپ کے اوصاف میں دینی غیرت کا وصف بھی خاص طور پر نمایاں تھا۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام علی الخصوص سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے آپ کو والہانہ محبت تھی۔ آپ کی اہلیہ محترمہ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سب سے بڑے پوتے صاحبزادہ مرزا نصیر احمد صاحب مرحوم ابن سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو دودھ بھی پلایا تھا۔ چونکہ آپ کو ابتداء میں ہی قادیان میں اپنے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پُر معارف مجالس میں شریک ہونے کا موقع میسر آیا تھا اور بہت سے نشانات کے عینی شاہد تھے اس لئے آپ بہت پُر درد پُر تاثیر پیرایہ میں روایات سنایا کرتے تھے۔ پسماندگان میں سے آپ کے دو لڑکے اور دو بیٹیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت شیخ صاحب مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ اور اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ آمین۔

صوبہ اڑیسہ کی ساتویں احمدیہ کانفرنس

احباب جماعت ہائے احمدیہ صوبہ اڑیسہ کی اطلاع کے لئے بالخصوص اور دیگر احباب کے لئے بالعموم یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ صوبہ اڑیسہ کی ساتویں احمدیہ کانفرنس اس سال بمقام سونگھڑہ ضلع کٹک مورخہ ۲۴ و ۲۵ر مئی ۵۹ء بروز ہفتہ و اتوار منعقد ہوگی۔ احباب سے گذارش ہے کہ کانفرنس میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہو کر اسکی رونق بڑھائیں اور اجتماعی دعاؤں میں شمولیت اختیار کریں۔ دیگر احباب سے کانفرنس کی کامیابی کے لئے درخواست دعا ہے۔ المعلن خاکسار فضل الرحمان عفی عنہ معلم مقام پراد شن امیر اڑیسہ۔

ناصرات الاحمدیہ حیدرآباد دکن کا سالانہ جلسہ!

۸ر مارچ بروز اتوار ناصرات الاحمدیہ حیدرآباد دکن کا جلسہ سالانہ احمدیہ جوبلی ہال میں منعقد ہوا۔ جلسہ کی کارروائی شام کے ۵ بجے محترمہ بشیرہ بیگم صاحبہ کی زیر صدارت عمل میں آئی۔

سب سے پہلے خاکسارہ عائشہ صدیقہ نے قرآن کریم کی تلاوت کی اور نصرت جہاں بنت سید مصطفیٰ صاحب نے دُرِّثمین سے نظم پڑھی۔ بعدہٗ مختلف عنوانات پر ممبرات نے مضامین سنائے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے عنوان سے رضیہ سلطانہ بنت سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب چنتہ کنٹہ نے "جماعت کو نصیحت" کے عنوان سے ایک مضمون حمیدہ بیگم نے سنایا۔ اسی طرح سعیدہ بیگم نے بھی ایک مضمون سنایا۔ محمودہ بیگم بنت سیٹھ محمد معین الدین صاحب چنتہ کنٹہ نے احمدی مستورات اور تعلیم اسلام کے عنوان پر مضمون سنایا۔ اس موقعہ پر عزیزہ ناصرہ بیگم بعمر سات سال نے مرکز کی طرف سے مقررہ کورس حدیث اربعین اطفال سے پوری چالیس احادیث اور قرآن شریف کی تعلیم زبانی سنائی۔ یاد رہے کہ ناصرات کی تمام لڑکیوں کو ہی پوری چالیس حدیثیں زبانی یاد ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بچوں سے سلوک کے عنوان پر خیر النساء بیگم نے مضمون پڑھا۔ خاکسارہ سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ نے سالانہ رپورٹ سنائی۔ اس موقعہ پر سب ذیل ممبرات نے نظمیں بھی سنائیں:-

مبارکہ بیگم بنت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وکیل یادگیری۔ بشریٰ بیگم۔ رشیدہ خانم۔ مبارکہ بیگم بنت سیٹھ محمد معین الدین صاحب چنتہ کنٹہ۔ خیر النساء بیگم بنت سید ذوقی صاحب

بالآخر محترمہ صدر جلسہ نے اپنے صدارتی خطبہ میں ممبرات کو قیمتی نصائح سے مستفید کیا۔ اسلام کی پہلی کتاب کے امتحان میں پاس ہونے والی لڑکیوں کو انعامات دیئے۔ اس طرح جلسہ کی کارروائی آٹھ بجے شام بخیر و خوبی ختم ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

خاکسارہ عائشہ صدیقہ بنت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل وکیل یادگیری۔
سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ حیدرآباد دکن۔

تصحیح

اخبار بدر ۱۹ر و ۲۶ر مارچ ۱۹۵۹ء میں شائع شدہ تقرر عہدیداران میں جماعت احمدیہ گنگا کے نظیر حسین صاحب سیکرٹری مال ہیں۔ مگر صرف سیکرٹری شائع ہوا۔ اسی طرح شیخ آدم صاحب فضل الرحمٰن خان صاحب۔ لطیف الرحمٰن خان صاحب اور شمس الحق خان صاحب جماعت احمدیہ چودوار کے عہدیداران ہیں۔ مگر نیو کالونی شائع ہوا ہے۔

اخبار بدر مورخہ ۲۳ر اپریل ۱۹۵۹ء میں شائع شدہ تمام عہدیداران ۳۰ر اپریل ۱۹۶۲ء تک منظور کئے گئے ہیں غلطی سے سن درج نہ ہو سکا۔ اور جماعت احمدیہ سکندر آباد کے سید عمر صاحب کاچی گوڑہ آڈیٹر ہیں۔ جماعت احمدیہ منگلور کے پریذیڈنٹ ایم۔ کے یوسف حسین صاحب ہیں۔ اور جماعت احمدیہ کرونا گاپلی کے دائش پریذیڈنٹ ایم۔ محمد یوسف صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ایل ایس سی۔

احباب مطلع رہیں اور درستی فرمائیں۔ (ناظر اعلیٰ قادیان)

درخواست ہائے دعا

۱۔ عزیز سید کمال الدین سلمہٗ طالب علم سونگھڑہ ہائی سکول اپنے سالانہ امتحان میں شریک ہو رہا ہے۔ احباب کرام و محترم درویشان قادیان دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ عزیز کو شاندار کامیابی عطا کرے آمین۔

۲۔ علاقہ مدھیہ پردیش میں اس سال خطرناک طور پر گرمی پڑ رہی ہے۔ چیچک جیسے وبائی امراض بھی لبستہ اور اس کے اطراف میں پھیلا ہوا ہے۔ احباب کرام دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کی بارش جلد نازل کرے اور یہاں کے احمدی احباب کو اپنے فضل سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ عاجز سید صمصام الدین احمد عفا اللہ عنہ از لبستہ رائے پور

۳۔ میاں عبدالرشید خان بی ایس سی (B.S.C) اور میاں فضل جلیل بی۔ اے آنرز (B.A. Hons) کے امتحانات میں شامل ہوئے ہیں ان کی کامیابی کے لئے بزرگان جماعت اور درویشان دعا فرمائیں۔ نیز میاں مبشر احمد نے مڈل میں وظیفہ کا امتحان دیا ہوا ہے۔ ان کی کامیابی کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے۔

اڑیسہ جماعت کے پرانے بزرگ جناب سید رسالت علی صاحب بزرگان مکرم مولوی سید محمد ابوالحسن صاحب نازل، بہادر صاحب خان صاحب مکرم عبدالحمید خان صاحب کی صحت کیلئے دعا فرمائیں۔ اسی طرح سید…

خبریں

نئی دہلی ۴ رمئی۔ وزیر اعظم پنڈت نہرو نے آج راجیہ سبھا میں تبت کی صورت حال پر بحث کے دوران میں اعلان کیا کہ خواہ کچھ ہو بھارت کسی بھی ملک کے ساتھ فوجی گٹھ جوڑ نہ کرے گا۔ آپ اس تجویز کا جواب دے رہے تھے کہ تبت کے واقعات کی روشنی میں بھارت کو دیکھنا ہوگا کہ وہ کس حد تک غیر جانبداری کی پالیسی پر ڈٹا رہے۔ شری نہرو نے پاکستان کے صدر جنرل ایوب کی طرف سے پیش کی گئی بھارت اور پاکستان کے مشترکہ دفاع کی تجویز کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہم پاکستان کے ساتھ تمام مسائل دوستانہ طریق پر اور پڑوسیوں کی طرح تمام جھگڑے حل کرکے اور مل جل کر رہنے کے خواہش مند ہیں۔ لیکن یہ نہیں سمجھ سکا کہ جب لوگ مشترکہ دفاع کی پالیسی کی باتیں کرتے ہیں۔ تو ان کی اس سے کیا مراد ہے۔ ہم کسی کے خلاف بغداد معاہدہ یا سیٹو پالیسی اور فوجی گٹھ جوڑ میں شامل ہو جائیں۔ آپ نے مزید کہا کہ تبت کے حالیہ واقعات کے نتیجہ کے طور پر لوگوں کے دلوں کو بڑا دھکا لگا ہے۔ اور پنچ شیل اور باندونگ کانفرنس کے اصولوں کو بڑا ضعف پہنچا ہے آپ نے چین میں بھارت کے خلاف لگائے گئے متعدد الزامات کی پر زور تردید کرتے ہوئے کہا کہ یہ الزامات سرے سے ہی بے بنیاد ہیں۔ اور تمولی چھان بین ہی انہیں غلط ثابت کر دیتی ہے۔ چین میں جو کچھ کہا گیا ہے یعنی جو الزامات بھارت پر لگائے گئے ہیں اور تبت کے واقعات جو ہوئے ہیں ان پر ہمیں حد سے زیادہ دکھ پہنچا ہے

نئی دہلی ۴ رمئی۔ آج راجیہ سبھا میں تبت کے واقعات سے پیدا ہونے والی صورت حال پر بحث کے دوران ممبروں نے چین کی طرف سے بھارت پر لگائے جا رہے بے بنیاد الزامات کی مذمت کی اور چین سے حقیقت پسندانہ رویہ اختیار کرنے کا مطالبہ کیا۔ شری شواراؤ نے چین کا بھارت پر مداخلت اور ملک گیری

کا الزام بے بنیاد ہے۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ تبت میں چین کی مداخلت کے باوجود بھارت چین کو اتحادی سمجھا کا ممبر بنانے کی کوششیں جاری رکھے گا

امرت سر ۴ رمئی۔ کل شام کو گول باغ میں منعقدہ پبلک جلسہ میں صدر کانگرس شریمتی اندرا گاندھی نے جو تقریر کی۔ اس کی مزید تفاصیل ملی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے سردار بھگت سنگھ کی قربانی سے متاثر ہو کر حصول آزادی کے اندولن میں حصہ لینا شروع کیا تھا۔ یہ بات درست ہے کہ میرے یا ہمارے خاندان کا کوئی دور کا رشتہ دار بھی ایسا نہ ہوگا۔ جو کہ جنگ آزادی میں جیل نہ گیا ہو۔ لیکن آج میں کانگرس میں اس لئے نہیں ہوں بلکہ اس لئے ہوں کہ کانگرس واحد جماعت ہے جو کہ دیش کو ترقی کی طرف لے جا سکتی ہے اور لے جا رہی ہے۔ اس لئے جب تک کانگرس ٹھیک رستے پہ چلتی رہے گی۔ میں کانگرس میں رہوں گی ورنہ اسے چھوڑ جاؤں گی۔ آپ نے کہا۔ ہندوستان ایک ایسا دیش ہے جس کے لوگ ایک معمولی نعرہ لگانے پر بھی پھسل جاتے ہیں۔ فرقہ پرستی کا نعرہ لگ جاتا ہے۔ بھاشائی مسائل کھڑے کر دیئے جاتے ہیں۔

نئی دہلی ۴ رمئی پتہ چلا ہے کہ وزیر اعظم شری نہرو کے دورہ کے دوران ضرورت سے زیادہ جو سیکیورٹی انتظامات کئے جاتے ہیں۔ ان پر انہوں نے ناپسندیدگی ظاہر کی۔ انہوں نے حال ہی میں متعلقہ حکام کی توجہ اس طرف مبذول کرائی ہے اور اب حکام ایک سسٹم وضع کر رہے ہیں جس کے نتیجہ میں کم سے کم ممکن حد تک سیکیورٹی انتظامات ہو سکیں۔ دہلی میں کوئی ضرورت سے زیادہ سیکیورٹی انتظامات نہیں کئے جاتے۔ لیکن جب شری نہرو کسی صوبہ کے دورہ پر جاتے ہیں تو بات مختلف ہوتی ہے۔

چنڈی گڑھ ۴ رمئی۔ پنجاب سرکار نے ہائی کورٹ کے مشورہ کے ساتھ یہ فیصلہ کیا ہے کہ ضلع اور سیشن جج کی عدالتوں اور فوجداری اور دیوانی عدالتوں کے اوقات

کار صبح ۷ بجے سے لے کر ۱ ½ بجے بعد دوپہر کی بجائے ۷ بجے سے لیکر ایک بجے بعد دوپہر تک ہوں گے۔ لیکن ان سے وابستہ دفاتر کے اوقات کار بدستور ۷ بجے صبح سے ۱ ½ بجے بعد دوپہر تک رہیں گے۔

کانپور ۴ رمئی۔ وزیر دفاع شری کرشنا مینن نے کہا کہ سائنس کی کھوج اور محکمہ ترقیات کا آپس میں تال میل ہونا چاہئے۔ اس کے بغیر فوجی سامان کی پیداوار میں کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ شری کرشنا مینن نے یہ تقریر ایئر فورس کے ڈیولپمنٹ سیکشن کا بنیادی پتھر رکھتے ہوئے کی اس لیبارٹری میں تیز رفتار جیٹ ہوائی جہازوں کی مرمت کا کام ہوا کرے گا۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ کوئی بھی ملک ریسرچ کے بغیر صنعتی ترقی نہیں کر سکتا۔ مغربی ممالک میں صنعتی ریسرچ پر بے شمار روپیہ خرچ کیا جاتا ہے۔ برطانیہ میں دفاع کے خرچ کا دس فیصدی حصہ ریسرچ پر خرچ ہوتا ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں ہندوستان میں صرف ایک فی صدی۔

نئی دہلی ۳ رمئی۔ لائق حلقوں کی اطلاع ہے کہ اس امر کا زبردست امکان پیدا ہو گیا ہے کہ تبت کے معاملہ پر وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو سے صلاح مشورہ کرنے کے لئے وزیر اعظم روس مسٹر خروشچیف کا خاص ایلچی ہندوستان آئے گا۔ اس وقت بھی دونوں میں خط و کتابت ہو رہی ہے۔ مبصرین کا کہنا ہے کہ ہند سرکار چین سے دوستانہ تعلقات بنائے رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرے گی۔

نئی دہلی ۴ رمئی۔ معلوم ہوا ہے کہ پنڈت نہرو نے روس کے وزیر اعظم مسٹر خروشچیف کو تبت کے مسئلہ پر جو مراسلہ بھیجا تھا اس میں ان سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ اس مسئلہ کو حل کرنے میں مدد دیں۔ پنڈت جی نے مزید لکھا ہے کہ اس معاملے پر چین سرکار نے جو رویہ اختیار کیا ہوا ہے۔ وہ سراسر نامناسب ہے لہٰذا آپ چین سرکار پر دباؤ ڈالئے اور اسے یہ ترغیب دیجئے کہ وہ اس مسئلہ کا منصفانہ حل تلاش کرے۔ دلائی لامہ تبت واپس جانے کو تیار ہیں۔ بشرطیکہ چین سرکار یہ یقین دلائے کہ وہ تبت کی خود

مختاری کا احترام کرے گی۔ اور اس ملک کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہیں کرے گی پنڈت جی نے بھارت کے خلاف چین کے زہریلے پروپیگنڈے کا بھی ذکر کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ اس سے سارے بھارت میں بے چینی پیدا ہو رہی ہے۔ اور بھارت اور چین کے تعلقات خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔

بھوپال ۲ رمئی۔ آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے جنرل سیکرٹری صادق علی نے یہاں پریس کانفرنس میں بتایا کہ ان کا بھوپال آنے کا مقصد یہ تھا کہ وہ فساد کے مظلومین کے ساتھ اپنی "گہری ہمدردی" کا اظہار کریں۔ آپ نے فرقہ وارانہ اتحاد قائم کرنے اور عوام میں خیرسگالی کے جذبات اور اعتماد بحال کرنے پر زور دیا اور کہا کہ دلوں کا زخم بھرنے اور غلطیوں کو سدھارنے کے سرکاری اور غیر سرکاری سب ہی عناصر کی خیرسگالی اور تعاون و اشتراک کی ضرورت ہے اسی میں سب کی بھلائی ہے۔ آپ نے کہا کہ فرقہ وارانہ اتحاد وہ مقصد ہے جو تمام صحیح الدماغ اور وطن پرست انسانوں کو دل سے عزیز رکھنا چاہیئے۔ اگر امن و سکون برباد ہوتا ہے تو اس سے صرف غریبوں اور مظلوموں کو نقصان پہنچتا ہے جن کی سماج میں اکثریت ہے۔

بمبئی ۳ رمئی۔ حکومت ہند نے حاجیوں کیلئے خاص کرنسی نوٹ جاری کئے ہیں۔ ان کا اعلان آج بمبئی میں ریزرو بینک کی طرف سے کیا گیا۔ یہ نوٹ ہندوستان میں نہیں چل سکیں گے لیکن ان کے بدلہ میں ریزرو بینک سے